قرآن حکیم کی تلاوت کے احکام اور مسائل

1. تلاوت قرآن حکیم سے متعلق بعض اہم مسائل
2. قرآن حکیم کی کون کون سی سورتوں یا آیات کی، ہر مسلمان کو روزانہ تلاوت کرنی چاہیے؟

3. سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ اور اس سے متعلق کچھ اہم مسائل
4. قرأت اور رسم الخط

رشحات

مفتی محمد سعید خان

ندوۃ المصنفین

الندوۃ ایجوکیشنل ٹرسٹ اسلام آباد

قرآنِ حکیم کی تلاوت کے أحکام اور مسائِل

① تلاوت قرآن حکیم سے متعلق بعض اہم مسائل

② قرآن حکیم کی کون کون سی سورتوں یا آیات کی، ہر مسلمان کو، روزانہ تلاوت کرنی چاہیے؟

③ سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ اور اس سے متعلق کچھ اہم مسائل

④ قرأت اور رسم الخط

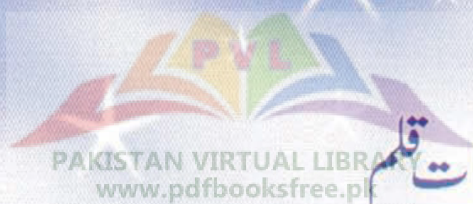
رشحات

مُفتی محمد سعید خان

ندوۃ المصنفین
الندوۃ ایجوکیشنل ٹرسٹ اسلام آباد

دیوبندیت کی تطہیر ضروری ہے

ایک تجزیہ...... ایک فکر



رشحات قلم

مفتی محمد سعید خان

عرض حال

قرآن حکیم کی تلاوت ہر مسلمان کا شرعی فریضہ ہے اور بحمدہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو یاد کرنے والے اس شرعی فریضے سے غافل نہیں ہیں۔ شریعت نے ہر کام کرنے کے کچھ آداب متعین کیے ہیں اور اسی اصول کے تحت تلاوت قرآن حکیم کے بھی کچھ آداب ہیں۔ بہت سے حضرات نہایت ذوق وشوق سے تلاوت کرتے ہیں لیکن انہیں ایک مشکل تو یہ پیش آتی ہے کہ وہ آداب تلاوت سے ناواقف ہوتے ہیں۔ پھر ان میں سے بھی کچھ حضرات وخواتین ان آداب ومسائل کو مفتی حضرات سے دریافت کر لیتے ہیں اور کچھ اپنی مجبوریوں اور مشکلات کی وجہ سے یہ بھی نہیں کر پاتے۔ اس لیے ان مشکلات کے حل کے لیے اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق سے آداب تلاوت کے نام سے کچھ مسائل تحریر کر دیئے گئے ہیں تا کہ عام مسلمان ان مسائل کی طرف توجہ دیں، یہ علم بھی حاصل کریں اور جہاں تک ہو سکے تلاوت شرعی طریقے کے مطابق کی جائے۔

دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ سجدۂ تلاوت کے بارے میں صحیح مسائل کا علم نہیں ہوتا اس لیے بعض حضرات تو سجدۂ تلاوت کی زحمت ہی گوارا نہیں کرتے اور بعض حضرات سجدۂ تلاوت تو کرتے ہیں، لیکن وہ سجدہ (مسائل نہ جاننے کی وجہ سے) نہ ہونے کے مترادف ہوتا ہے۔ اس لیے سجدۂ تلاوت کیسے کرنا ہے؟ اس میں کیا پڑھنا ہے؟ کون سی دعائیں مانگنی ہیں اور اس سجدۂ تلاوت کے روزمرہ مسائل کیا ہیں؟ توفیق ایزدی سے یہ بھی چند مسائل جمع کر دیئے گئے ہیں تا کہ انہیں پڑھا جائے اور سجدۂ تلاوت، شرعی طریقے کے مطابق ادا کیا جائے۔

تیسری مشکل یہ ہے کہ بازاروں میں دسیوں کتابیں ''وظائف واوراد'' کے نام سے ملتی ہیں جن میں بہت سی جعلی اور ناقابل اعتبار بھی ہوتی ہیں۔ خیال میں آیا کہ کیوں نہ قرآن حکیم کی ان سورتوں کی نشاندہی کر دی جائے، جو کہ ہر مسلمان کو ہمت کر کے روزانہ یا ہفتہ وار پڑھ لینی چاہییں۔ چنانچہ صحیح

احادیث سے ان سورتوں کا انتخاب کر کے اس کتابچے میں درج کی گئی ہیں، جو شخص بھی چاہے کہ ان آیات اور سورتوں کو صحیح احادیث کے مطابق تلاوت کر کے ڈھیروں اجر و ثواب کما سکتا ہے۔

ایک مشکل یہ بھی ہے کہ قرآن حکیم کو عثمانی رسم الخط سے ہٹ کر لکھتے ہیں اور چھاپ دیتے ہیں اور یہ بھی کہ اب ایسے لوگ بھی پیدا ہو گئے ہیں جو کہ قرأت عشرہ کا انکار کرنے لگے ہیں۔ ان دونوں خرابیوں سے آگاہ اور ان دونوں خوبیوں (رسم عثمانی اور قرأت عشرہ) سے تعارف کرانے کی غرض سے، چند صفحات تحریر کر دیئے گئے ہیں۔

دلی خواہش تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کاوش کو قبول فرما لے اور معاونین سمیت ہر ایک کے لیے اپنی رضا کا ذریعہ بنا دے لیکن وہ ذات بے نیاز بھی ہے اور گنہگاروں کی ڈھارس اور ان کی آخری پناہ گاہ بھی۔



☆ ☆ ☆

فہرست مضامین

تلاوت قرآن حکیم سے متعلق بعض اہم مسائل

(1) ہر عاقل، بالغ، مسلمان، مرد اور عورت کے لیے قرآن کریم کا اتنا حصہ زبانی یاد کرنا، جس سے نماز ہو جائے، فرضِ عین ہے۔

(2) ہر عاقل، بالغ، مسلمان، مرد اور عورت کے لیے سورۂ فاتحہ اور اس کے علاوہ قرآن کریم کا اتنا حصہ (یعنی قرآن کریم کی کوئی سی ایک بڑی آیت یا اُس کی کوئی سی تین چھوٹی آیات یا کوئی ایک چھوٹی سورت جیسے سورۂ عصر یا سورۂ کوثر یا سورۂ اخلاص وغیرہ کو) زبانی یاد کرنا، واجب ہے، جس کو سورۂ فاتحہ کے ساتھ ملا کر پڑھنے سے اُس کی نماز ہو جائے۔

(3) قرآن کریم کو چھونے کیلئے باوضو ہونا ضروری ہے۔

(4) تلاوت کی کیسٹوں اور سی ڈیز (C.Ds) کو بے وضو چھونا بھی جائز ہے۔

(5) تلاوت سے پہلے مسواک، دنداسے، منجن یا ٹوتھ پیسٹ سے منہ کو صاف کر لینا مستحب ہے۔

(6) اگر کوئی شخص زبانی، بغیر وضو کے تلاوت کرنا چاہے تو یہ جائز ہے بشرطیکہ وہ قرآن کریم کو چھوئے نہیں۔

(7) زبانی تلاوت کرتے ہوئے بھی باوضو ہونا مستحب ہے۔

(8) قرآن کریم زبانی پڑھنے سے، دیکھ کر پڑھنا افضل ہے کیونکہ اس میں زبان اور نظر دونوں کی عبادت کا ثواب ہے۔

(9) تلاوت کے لیے کپڑوں کا پاک ہونا شرط نہیں۔

(10) قرآن کریم کے ادب و احترام میں کپڑوں کا پاک ہونا اور خوشبو کا استعمال کرنا زیادہ

ثواب کی بات ہے۔

(11) تلاوت کرتے ہوئے کسی سمت کی پابندی ضروری نہیں البتہ قبلہ رخ ہونا زیادہ ادب اور ثواب کا باعث ہے۔

(12) تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ یعنی

''اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ o''

(میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں کہ شیطان مردود کے شر سے میں حفاظت میں رہوں)

کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

(13) تلاوت شروع کرنے سے پہلے تعوذ کے بعد تسمیہ یعنی

''بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o''

(میں شروع کرتا ہوں اللہ تعالیٰ کے نام سے جو کہ بہت مہربان اور بار بار رحم کرنے والا ہے)

کا پڑھنا بھی سنت مؤکدہ ہے۔

(14) دورانِ تلاوت جب ایک سورت مکمل ہوجائے تو دوسری سورت شروع کرنے سے پہلے تعوذ (اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ) کو نہ پڑھا جائے لیکن تسمیہ (بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ) کو پڑھنا چاہیے مثلاً کوئی شخص جب سورۂ فاتحہ پڑھ لے اور پھر اس کے بعد سورۂ بقرہ کو پڑھنا چاہے تو ''الضَّآلِّیْنَ'' کے بعد تعوذ پڑھے بغیر صرف تسمیہ پڑھے اور ''الٓمّٓ'' سے سورۂ بقرہ کی تلاوت شروع کردے۔

(15) اگر کوئی شخص سورۂ انفال سے بھی پہلے سے تلاوت کررہا ہو یا پھر پارہ نمبر ۹ سے سورۂ انفال کی تلاوت شروع کرے اور اس سورت کے پورا ہونے کے بعد، دورانِ تلاوت، سورۂ توبہ آجائے تو پھر سورۂ توبہ کے آغاز پر رُک کر تسمیہ بھی نہ پڑھی جائے بلکہ سورۂ انفال کو مکمل کرکے سورۂ توبہ کو پڑھنا شروع کردے۔

(16) اگر کوئی شخص تلاوت کا آغاز ہی سورۂ توبہ سے کر رہا ہے تو پھر اُسے تلاوت سے پہلے تعوذ اور تسمیہ دونوں پڑھنی چاہییں۔

(17) قرآن کریم کے بعض نسخے ایسے دیکھے گئے ہیں جن میں سورۂ توبہ کے حاشیے پر یہ جملہ لکھا ہوتا ہے "اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ النَّارِ وَمِنْ شَرِّ الْكُفَّارِ وَمِنْ غَضَبِ الْجَبَّارِ اَلْعِزَّةُ لِلّٰهِ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ" اور اس جملے کی تحریر سے مراد یہ ہوتی ہے کہ سورۂ توبہ کے پڑھنے سے پہلے اس جملے کو پڑھا جائے، اس جملے کی کوئی اصل کتاب وسنت یا آئمہ مجتہدین کے ہاں نہیں ملتی اس لیے یہ جملہ نہ تو سورۂ توبہ کے آغاز میں چھاپنا چاہیے، نہ ہی یہ جملہ سورۂ توبہ کے حاشیے پر لکھنا چاہیے اور نہ ہی سورۂ توبہ کی تلاوت سے پہلے اس جملے کو پڑھنا چاہیے۔ قرآن کریم کے حاشیے میں یہ جملہ بڑھانا گویا کہ اپنی طرف سے ایک اضافہ کرنا ہے جو کہ بڑے گناہ کی بات ہے۔

(18) اگر کوئی شخص تلاوت کرتے ہوئے قرآن کریم کا تلفظ زبان سے نہ کرے، ہونٹ بند کر کے، صرف دل ہی دل میں، نظر سے، پڑھتا رہے تو یہ تلاوت نہ ہوگی۔ تلاوت کے لیے زبان اور ہونٹوں سے تلفظ کرنا تاکہ زبان اور ہونٹوں میں حرکت پیدا ہو یہ فرض ہے۔

(19) تلاوت اونچی آواز سے کرنا مستحب اور بہتر ہے مگر کسی شخص کو ریا کاری کا خدشہ ہو یا تلاوت کی آواز بلند ہونے سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہو مثلاً کسی کی نیند خراب ہوتی ہو یا کسی مریض کو تکلیف پہنچتی ہو یا اس بلند آواز کی وجہ سے لوگ پریشان ہوتے ہوں تو پھر تلاوت اونچی آواز سے کرنا حرام اور آواز کو آہستہ رکھنا فرض ہے۔ ان تمام صورتوں میں بلند آواز سے تلاوت کرنے والا گنہگار ہوگا۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری تلاوت تو اپنے رب سے سرگوشیاں کرنا ہے سو تم قرأت میں نہ تو ایک دوسرے کو تکلیف پہنچاؤ اور نہ ہی کوئی شخص، دوسرے شخص کے مقابلے میں اپنی آواز کو بلند کرے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آج کل مختلف مقامات مثلاً دکانوں، مکانوں یا مساجد وغیرہ میں

تلاوت قرآن کی کیسٹس جو اونچی آواز میں لگا دی جاتی ہیں تو یہ کام درست نہیں۔اس فعل سے بچنا نہایت ضروری ہے اور انہیں خدشات کے پیشِ نظر بعض فقہائے کرام رحمہم اللہ نے تلاوت آہستہ آواز میں کرنے کو بہتر اور افضل لکھا ہے۔

(20) جہاں لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں وہاں اونچی آواز سے تلاوت کرنا حرام ہے تلاوت کرنے والا شخص گناہ گار ہوگا جو لوگ اپنی مصروفیات کی وجہ سے اس وقت تلاوت نہیں سن سکتے، ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

(21) دورانِ تلاوت جن آیات میں جہنم کا ذکر آئے تو وہاں رُک کر اس سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنا، جب جنت کا ذکر آئے تو وہاں رُک کر اس میں داخلے کے لیے دعا مانگنا، جب اللہ تعالیٰ کی تسبیح کی آیات آئیں تو وہاں رُک کر اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کرنا یا جن آیات کے بعد ان کے جوابات مختلف احادیث وروایات میں آئے ہیں انہیں پڑھنا مستحب ہے۔ مثلاً

(۱) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم دورانِ تلاوت (نفل نماز میں) جب ان آیات کی تلاوت کرتے جن میں جہنم کا ذکر ہے تو یہ دعا مانگتے "اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ النَّارِ، وَیْلٌ لِّاَ ھْلِ النَّارِ" (میں اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں جہنم سے اور اہل جہنم کے لیے بربادی ہے) اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

(۲) جب تم میں سے کوئی (پ:۲۹، سورۃ القیامہ:۷۵، کی آخری آیت:۴۰) اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ (کیا وہ اس بات پر قدرت نہیں رکھتا کہ مردوں کو دوبارہ زندہ کردے؟) پڑھے تو اسے چاہیے کہ اس کے بعد بَلٰی (کیوں نہیں (یقیناً، وہ قدرت رکھتا ہے)) پڑھے۔

چنانچہ ایک روایت میں ایک صحابی رضی اللہ عنہ کے متعلق یہ آتا ہے کہ وہ جب بھی یہ آیتِ کریمہ اَلَیْسَ ذٰلِكَ بِقٰدِرٍ عَلٰٓى اَنْ یُّحْیِۦَ الْمَوْتٰى ﴿۴۰﴾ (پ:۲۹، سورۃ القیامہ:۷۵، کی آخری آیت:۴۰) پڑھتے تھے تو اس کے بعد کہتے تھے کہ "سُبْحَانَکَ فَبَلٰی" (اے اللہ آپ کی ذات ہر عیب سے پاک ہے، سو کیوں نہیں (یقیناً آپ قدرت رکھتے ہیں) لوگوں نے ان سے دریافت کیا کہ وہ یہ جملہ کیوں کہتے ہیں تو انہوں نے

بتایا کہ میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کی تلاوت کے بعد یہی جملہ سنا ہے۔

(۳) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ

جب کوئی (پ:۲۹، سورۃ المرسلت:۷۷، کی آخری آیت:۵۰) فَبِاَیِّ حَدِیْثٍۭ بَعْدَهٗ یُؤْمِنُوْنَ (سو اس کے بعد کون سی بات ہے جس پہ وہ ایمان لائیں گے؟) پڑھے تو اسے چاہیے کہ کہے "آمَنَّا بِاللّٰہِ" (ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے)۔

(۴) حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم جب سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلَى (پ:۳۰، س:۸۷، آیت:۱) (اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرو، جس کی شان سب سے بلند ہے) پڑھتے تو اس کے بعد بارگاہِ خداوندی میں عرض کرتے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" (میرا پروردگار ہر عیب سے پاک، بلند شان والا ہے)

(۵) حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ تم میں سے جب کوئی (پ:۳۰، سورۃ التین:۹۵ آیت:۸، یعنی سورہ التین کی آخری آیت) اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ (کیا اللہ تعالیٰ تمام حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران نہیں ہے؟) پڑھے تو اُسے چاہیے کہ اس کے بعد کہے "بَلٰی، وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشَّاهِدِیْنَ" (کیوں نہیں، میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام حکمرانوں سے بڑھ کر حکمران ہے)۔

سوان تمام مقامات پر نفلی نماز میں یا نفلی نماز کے علاوہ بھی، دوران تلاوت اس مقام پر رُک کر، اِن جوابات کو پڑھنا (جو کہ مندرجہ بالا روایات میں آئے ہیں) مستحب ہے۔

(22) جب قرآن کریم کی تلاوت مکمل ہو جائے اور پڑھنے والا سورۂ ناس کی تلاوت کرلے تو پھر اس آخری سورۃ کے بعد قرآن کریم دوبارہ شروع کر کے سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کی ابتدائی آیات "وَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ" تک تلاوت کرلینا مستحب ہے۔

(23) موسم گرما میں صبح اشراق کے بعد قرآن کریم کو مکمل کرنا اور موسم سرما میں مغرب کے بعد قرآن

کریم کا مکمل کرنا افضل ہے۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص رات کے ابتدائی حصے میں قرآن ختم کرے تو فرشتے اس رات کی صبح تک اور اگر وہ دن کے ابتدائی حصے میں قرآن ختم کرے تو فرشتے اس دن کی شام تک، اس بندے کے لیے اللہ تعالیٰ سے رحمت کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ چونکہ گرمیوں میں دن طویل اور سردیوں میں راتیں طویل ہوتی ہیں اس لئے ختم قرآن کے واسطے یہ اوقات مستحب ہیں تاکہ فرشتوں کی دعاء میں قرآن کریم پڑھنے والے کو زیادہ سے زیادہ حصہ ملے۔

(24) جتنی بھی تلاوت کرنی ہو اُسے شروع کرنے کے بعد مکمل کرنے تک کے دوران، کسی اور کام میں مشغول نہ ہونا بہتر ہے۔

(25) سال میں دو مرتبہ پورے قرآن کریم کی تلاوت اس طرح کرنا کہ دونوں مرتبہ پورا ہو جائے، یہ سنت مؤکدہ ہے۔

(26) قرآن کریم کو پڑھ کر اس طرح بھلا دینا کہ پھر دیکھ کر بھی تلاوت نہ کر سکے یہ گناہ کبیرہ ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قرآن کریم کو پڑھ کر بھلا دے وہ قیامت میں اللہ کے سامنے اس حال میں پیش ہو گا کہ اُسے کوڑھ کا مرض ہو گیا ہو گا۔ (والعیاذ باللہ)

(27) سال بھر میں وہ راتیں جن میں جاگ کر عبادت کرنا مستحب ہے جیسے شب برأت، لیلۃ القدر یا ماہ ذی الحج کی ابتدائی دس راتیں، ان میں نوافل پڑھنے سے، قرآن کریم کی تلاوت کرنا زیادہ ثواب کی بات ہے اور سب سے زیادہ اچھی اور قابلِ ثواب بات یہ ہے کہ نوافل ہی میں لمبی تلاوت کی جائے۔

(28) قرآن کریم کی کسی آیت کو موسیقی کے ساتھ گانا یہ کفر کی حرکت ہے۔

(29) کسی کافر کو اس اُمید پر قرآن حکیم پڑھانا یا اُسے تحفے میں دینا کہ وہ اسلام قبول کرلے گا یا اُسے ہدایت کی توفیق مل جائے گی، درست ہے لیکن اگر کسی کافر نے قرآن کریم کو چھونا ہو تو یہ ضروری ہے کہ وہ غسل کرے۔

(30) عورتوں کا کسی نابینا غیر محرم مرد سے قرآن کریم پڑھنے سے بہتر ہے کہ وہ کسی عورت سے قرآن کریم کی تعلیم حاصل کریں۔

(31) موجودہ زمانے میں تعلیم قرآن کریم پر معلم کا اجرت لینا تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے۔

مندرجہ بالا تمام مسائل کے حوالہ جات کیلئے ملاحظہ ہو:۔

(١) رد المحتار، كتاب الصلاة،باب صفة الصلاة ، فروع في القراء ة خارج الصلاة.

(٢) الفتاوىٰ التاتار خانيه، كتاب الصلاة الفرائض، فصل في القراءة، الفصل السادس عشر.

(٣) الفتاوىٰ الهنديه، كتاب الكراهية، الباب الرابع في الصلاة و التسبيح و قراء ة القرآن.

(٤) حلبى كبير، تتمات فيما يكره من القرآن في الصلاة ومالا يكره.

(٥) اعلاء السنن، ابواب القراء ة ، باب ماجاء في بعض آداب التلاوة.

والحمد لله الذى بنعمته تتم الصالحات

☆......☆......☆

قرآن حکیم کی کون کون سی سورتوں یا آیات کی ہر مسلمان کو روزانہ تلاوت کرنی چاہیے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں بار بار یہ ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے بندے اُس کو یاد کریں اور اس کا ذکر کریں ۔ کیوں یاد کریں؟ اس لیے کہ انسان اپنے وجود اور ضروریات زندگی سے لے کر موت اور تنعّمات تک کی ہر ہر چیز میں اپنے مالک کا محتاج ہے۔ ہر طرح کے نفع کے لیے اس کے سامنے ہاتھ پھیلاتا ہے۔ اور ہر مصیبت اور تکلیف سے بچنے کے لیے اسی کے سامنے رو دیتا ہے۔ ہر مشکل پر اُسی کا در دولت کھٹکھٹاتا ہے اور ہر خوشی پر دل بار بار اُسی کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہے۔ سو جس مالک کے ساتھ تمام منافع، محبتیں اور شکر وابستہ ہوں، چاہیے کہ ہر ہر لمحہ اسی کی یاد میں گذرے اور چاہیے تو یہ کہ ہر بن مو، اُسی کا ذکر کرے لیکن انسان غافل ہے، بھول جاتا ہے، کئی کئی مرتبہ بھول جاتا ہے اور بھولتا بھی کس کو ہے، اُس ذات کو جسے یاد رکھے بناں کوئی چارہ نہیں۔

بہ طرف دگر، اس ذات والا صفات کا احسان بھی اور وسعت کرم بھی دیکھیے کہ اس ناشکرے انسان کی بھول اور غفلت سے درگذر کرتے ہوئے، پھر بلاتی ہے اور کہتی ہے کہ مجھے یاد کرو اور کثرت سے یاد کرو کہ اسی میں تمہارا فائدہ ہے تمہاری بندگی کی شان اسی میں ہے اور میری یاد ہی، تمہاری یاد کو بقا اور روح کو شفا بخشے گی۔

پھر سوال یہ بھی اٹھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کریں تو کیسے؟ ذکر کی بھی تو کئی ایک قسمیں ہیں، مثلاً نماز پڑھنا

بھی ذکر ہے، اسی کی یاد ہے۔ درود شریف کا پڑھنا بھی اسی کا ذکر ہے، تسبیحات، دعا، استغفار، روزہ، حج سبھی اس کے ذکر اور یاد کی شانیں ہیں، تو جواب یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی کے بعد کیوں نہ وہ ذکر کریں اوران الفاظ کے ذریعے یاد کریں، جو ذکر اور الفاظ خدا سے سب سے زیادہ پسند ہیں، چنانچہ وہ ذکر ہے ''تلاوتِ قرآن حکیم'' حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسی لیے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی روزانہ رات کو سونے سے پہلے قرآن حکیم کی کوئی سی صرف (۱۰) دس آیات پڑھ لے، تو وہ شخص اللہ تعالیٰ کے ہاں غافل شمار نہیں کیا جائے گا۔

اس کے ہاں انسان غافل شمار نہ ہواور روزانہ انسان کا تذکرہ وہاں ہوتا رہے، کتنا آسان اور سادہ سا نسخہ ہے کہ روزانہ رات کو صرف دس آیات کی تلاوت کرلیا کرے۔ اِسی لیے خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم برابر صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو اور پھر انہی کے واسطے سے اپنی اس اُمت کو بار بار یہ تلقین فرماتے ہیں کہ رات کو سونے سے پہلے، ان سورتوں یا ان آیات کو پڑھ کر ہی سونا تاکہ تم غفلت سے دور رہو اور ہر لمحہ، ہر وقت اور ہر رات رحمت وعنایات خداوندی کا مورد بنے رہو تمہارا شمار اطاعت شعاروں میں ہو نہ کہ غافلین میں۔

ایک اور روایت میں ارشاد فرمایا کہ جو شخص روزانہ رات کو ایک سو آیات پڑھ کر سوئے گا اس کا شمار عبادت گذار بندوں میں ہوگا۔ اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ مغرب کے بعد سے لے کر رات کو سونے سے پہلے تک، قرآن کریم کا کچھ نہ کچھ حصہ تو ہمت کر کے، تلاوت کر ہی لے تاکہ دنیا کی تکالیف ومصائب سے نجات، حسن خاتمہ، قبر کی روشنی، آخرت میں حساب وکتاب کے مراحل بخوبی طے ہونے اور پروردگار عالم کے غضب سے نجات اور حفاظت کا سامان جمع ہوتا رہے۔

تلاوت کے بارے میں شریعت کا یہ مسئلہ ـــ جس سے عام طور پر لوگ بے خبر ہیں ـــ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر عاقل وبالغ مرد وعورت کے لیے زندگی کے ہر سال میں، پورے قرآن کریم کو، دو مرتبہ پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کوئی شخص یہ عادت بنا لے کہ ہر سال دو مرتبہ قرآن کریم پورا نہ پڑھے، تو یہ سنت مؤکدہ

ترک کرنے کی وجہ سے وہ مسلمان مرد و عورت شدید گنہگار ہوگا۔

ایسے ہی حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کریم کی کچھ سورتوں کی نشاندہی فرمائی ہے کہ انہیں ہر ہفتے یعنی جمعہ کے دن یا رات میں پڑھ لینا چاہیے اور کچھ ایسی سورتیں بھی ارشاد فرمائی ہیں کہ جن کی تلاوت روزانہ رات کو سونے سے پہلے کر لینی چاہیے اور یہ بھی ہوا ہے کہ آپ بنفس نفیس خود بھی رات، آرام فرمانے سے پہلے ان سورتوں کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

رات کو سونے سے پہلے پڑھنے والی سورتیں

نمبر شمار	پارہ	سورت	کیفیت
1	15	سورۂ بنی اسرائیل	ایک مرتبہ
2	23	سورۂ زمر	ایک مرتبہ
3	مسبحات سبعہ	تفصیل کے لیے دیکھیں، ص:۱۴	ایک مرتبہ
4	21	سورۂ الم السجدہ	ایک مرتبہ
5	22	سورۂ یٰسٓ	ایک مرتبہ
6	25	سورۂ دخان	ایک مرتبہ
7	27	سورۂ واقعہ	ایک مرتبہ
8	29	سورۂ ملک	ایک مرتبہ
9	30	سورۂ زلزلہ	دو مرتبہ
10	30	سورۂ تکاثر	سات مرتبہ

11	30	سورۃ کافرون	چار مرتبہ
12	30	سورۃ نصر	چار مرتبہ
13	30	سورۃ اخلاص	تین مرتبہ
14	30	سورۃ فلق	تین مرتبہ
15	30	سورۃ ناس	تین مرتبہ

اس لیے ہر مسلمان کو روزانہ

(۱،۲)**سورۂ بنی اسرائیل:۱۷،پ:۱۵،اورسورۂ زمر:۳۹،پ:۲۳۔۲۴،** کی تلاوت کر کے سونا چاہیے حضرت اُم المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس وقت تک بستر پر تشریف نہ لاتے تھے جب تک کہ سورۂ بنی اسرائیل اور سورۂ زمر کی تلاوت نہ کر لیتے تھے۔[1]

(۳)**مُسَبِّحَاتِ سبعہ،** قرآن حکیم میں سات سورتیں ایسی ہیں جن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہوتا ہے۔ان ساتوں سورتوں کی پہلی آیت کا پہلا لفظ ہی ایسا ہے جس میں اللہ تعالیٰ کے ہر عیب سے پاک ہونے اور اُس ذات اقدس کے بے عیب ہونے کا ذکر ہے۔مندرجہ ذیل نقشے سے قرآن کریم میں ان ساتوں سورتوں کو آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے اور ان کی آیات کی تعداد بھی دیکھی جا سکتی ہے تا کہ ان کی تلاوت کرنے والا انسان ان آیات کا اندازہ لگا کر اپنی فرصت

---

[1] عن أبي لبابة قال: قالت عائشة : كان النبي ﷺ لا ينام على فراشه حتى يقرأ بني اسرائيل والزمر.
سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب[في قراءة الاسراء والزمر والمسبحات]، رقم الحديث:۲۹۲۰.

کے وقت کے مطابق ان سورتوں کو پڑھنے یا نہ پڑھنے کا فیصلہ کر سکے۔

مُسَبِّحَاتِ سبعه

(وہ سات سورتیں جن کا آغاز اللہ تعالیٰ کی تسبیح سے ہوتا ہے)

نمبرشمار	سورت	پارہ	آیات
1	بنی اسرائیل	15	111
2	الحدید	27	29
3	الحشر	28	24
4	الصّف	28	14
5	الجمعه	28	11
6	التغابن	28	18
7	الاعلیٰ	30	19

مندرجہ بالا نقشے پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ ان مسبحات سبعہ میں سے

پہلی سورت، سورۂ بنی اسرائیل: ۱۷، پ: ۱۵، ہے اور اس کے ابتدائی الفاظ یہ ہیں سُبْحٰنَ الَّذِیْ (پاک ہے وہ ذات)

دوسری سورت، سورۂ حدید: ۵۷، پ: ۲۷ ہے اور اس کا آغاز سَبَّحَ لِلّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی) سے ہوتا ہے۔

تیسری سورت، سورۂ حشر: ۵۹، پ: ۲۸ ہے اور اس کا آغاز بھی سَبَّحَ لِلّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی) سے ہوتا ہے۔

چوتھی سورت، سورۃ الصّف: ۶۱، پ: ۲۸ ہے اور اس کا آغاز بھی سَبَّحَ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کی) سے ہوتا ہے۔

پانچویں سورت، سورۂ جمعه: ۶۲، پ: ۲۸ ہے اور اس کا آغاز بھی یُسَبِّحُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بھی بیان کرتے ہیں) سے ہوتا ہے۔

چھٹی سورت، سورۂ تغابن: ۶۴، پ: ۲۸ ہے اور اس کا آغاز بھی یُسَبِّحُ لِلّٰہِ (اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی بیان کرتے ہیں) سے ہوتا ہے۔

ساتویں سورت، سورۂ اعلیٰ: ۸۷، پ: ۳۰ ہے اور اس کا آغاز سَبِّحِ اسْمَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی (اپنے پروردگار کی پاکیزگی بیان کیجیے جس کی شان سب سے اونچی ہے) سے ہوتا ہے۔

یہ ساتوں سورتیں ''مُسَبِّحَاتِ سبعه'' کہلاتی ہیں۔

انسان کو چاہیے کہ رات کو سونے سے پہلے ان ساتوں سورتوں کو پڑھ کر سویا کرے۔

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ رات کو سونے سے پہلے ان ساتوں سورتوں کو پڑھ کر، آرام فرمایا کرتے تھے۔ اور یہ بھی ارشاد فرمایا کرتے تھے کہ ان ''مُسَبِّحَاتِ سبعه'' میں ایک آیت کریمہ ایسی ہے جس کا پڑھنا، قرآن کریم کی ایک ہزار آیات کے پڑھنے سے بہتر ہے۔[1]

یہ آیت کون سی ہے؟ اس کے بارے میں مختلف علماء کی مختلف آراء ہیں لیکن ہمت کرنے والوں کو چاہیے کہ وہ اس ایک آیت کی جستجو کی بجائے ان ''مُسَبِّحَاتِ سبعه'' کو روزانہ رات کو پڑھنے کا معمول بنالیں تاکہ اُس آیت کریمہ کی برکات اور ثواب کو بھی حاصل کریں اور اس ایک آیت

---

[1] عن عرباض بن سارية، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يقرأ المسبحات قبل أن يرقد، وقال: " إن فيهن آية أفضل من ألف آية". (سنن أبي داود، أبواب النوم، باب ما يقال عند النوم، رقم الحديث: ٥٠١٨، ص: ٣٧٤).

کے علاوہ بقیہ تلاوت کا ثواب بھی پائیں۔

(۴) **سورۂ الم السجدہ: ۳۲، پ: ۲۱**، کی تلاوت کر کے سونا چاہیے خیال رہے کہ قرآن حکیم میں دو سورتیں ایسی ہیں جن کا نام ''السجدہ'' ہے۔ ان دونوں میں فرق یہ ہے کہ پہلی سورت تو ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ کی آیات سے شروع ہوتی ہے اور پ: ۲۱ میں آئی ہے اس سورت کا نمبر شمار ۳۲ ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی آیت: ۱۵، آیت سجدہ ہے اور اس سورت کا مکمل نام سورہ الم السجدہ ہے۔ جب کہ دوسری سورت حم تنزیل من الرحمٰن الرحیم کی آیات سے شروع ہوتی ہے اور پ: ۲۴ میں آئی ہے۔ اس سورت کا نمبر شمار ۴۱ ہے۔ اس سورۂ مبارکہ کی آیت: ۳۸، آیت سجدہ ہے اور اس سورت کا نام سورہ حم السجدہ ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ رات کو آرام فرمانے سے پہلے جس سورۃ السجدہ کی تلاوت اور سجدۂ تلاوت ادا کر کے سوتے تھے وہ یہی پہلی سورت الم السجدہ: ۳۲ ہے جس کی ابتدائی آیات ﴿الٓمّٓ تَنْزِيْلُ الْكِتٰبِ لَارَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ ہیں۔

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت سنن الترمذی اور سنن النسائی وغیرہ کتب حدیث میں آئی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو اس وقت تک آرام نہیں فرماتے تھے جب تک کہ آپ سورت الم السجدہ: ۳۲ اور سورۃ الملک: ۶۷ کی تلاوت نہیں کر لیتے تھے۔[1]

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ رات کو سونے سے پہلے ان دونوں سورتوں کو تلاوت کر لیا کرے۔ ان دونوں سورتوں کو ملا کر پڑھنے کا فائدہ یہ ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو کوئی شخص ان دونوں سورتوں کو پڑھے گا اللہ تعالیٰ اسے ستر نیکیاں عطا کریں گے، اس کے ستر گناہ معاف ہوں گے

[1] عن جابر: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرأ، الم، تنزيل (السجدة)، و تبرك الذى بيده الملك (الملك). (سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك، رقم الحديث: ٢٨٩٢، ص: ٧٩٩)

اوراس شخص کے ستر درجے بلند کیے جائیں گے۔[1]

اس روایت میں جوثواب بیان کیا گیا ہے،اصول اور قاعدے کے مطابق وہ ثواب حضرت کعب رضی اللہ عنہ باوجود صحابی ہونے کے خود سے متعین نہیں کر سکتے تھے کیونکہ کسی بھی عمل پر ثواب کی مقدار بتانا یا متعین کرنا یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی اور ہستی کا،حتیٰ کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہ منصب نہ تھا کہ وہ کسی سورت، آیت یا عمل کا ثواب خود سے متعین فرما سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے وحی کے ذریعے انہیں ثواب یا درجات کی کمی بیشی کی اطلاع دی جاتی تھی اور پھر وہ اُمت کو اس سے آگاہ کرتے تھے اس اصول کی روشنی میں اگر دیکھا جائے تو ان دونوں سورتوں کے پڑھنے پر ستر نیکیوں کی بشارت، ستر گناہوں کی معافی اور ستر درجات کی بلندی کی جو اطلاع دی گئی ہے وہ یقیناً حضرت کعب رضی اللہ عنہ کی ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ انہوں نے یہ بات حضرت رسالت مآب صلی اللہ سے سنی ہوگی اور اسی کو بیان فرمایا ہوگا۔حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس طرح کی باتیں خود سے بیان نہیں فرمایا کرتے تھے۔

دوسری بات یہ بھی خیال میں رہنی چاہیے کہ عربی زبان میں ستر کا عدد کسی چیز کی کثرت کے لیے محاورۃً بھی استعمال ہوتا ہے۔یعنی عرب ستر بول کر ستر کا عدد ہی مراد نہیں لیتے تھے بلکہ اس کا مطلب یہ ہوتا تھا کہ بے شمار۔جیسے اردو محاورے میں بیسوں کا لفظ بیس کے معنی میں نہیں بلکہ بے شمار، ان گنت اور بہت سے، کے معنی میں بطور عدد استغراقی استعمال ہوتا ہے۔اس لیے اس حدیث کا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جو شخص روزانہ رات کو سونے سے پہلے ان دونوں سورتوں کو پڑھے گا اسے بے شمار نیکیاں ملیں گی، ان گنت گناہ معاف ہوں گے اور درجات میں لاتعداد اضافہ ہوگا۔اتنے کثیر انعامات کی عطا پر، کچھ روشنی اس روایت سے بھی پڑتی ہے جو کہ امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مسند الدارمی'' میں تحریر فرمائی

[1] عن كعب قال: ،من قرأه الم (١) تنزيل [السجدة : ١ -٢] ، و تبرك الذى بيده الملك وهو على كل شيءٍ قدير [الملك:١] ، كتب له سبعون حسنة ، وحط عنه بها سبعون سيئة ، ورفع له بها سبعون د رجة.(سنن الدارمي، باب فى فضل سورة تنزيل السجده وتبارك، رقم الحديث:٣٤٥٢، ج:٤، ص:٢١٤٤).

ہے۔؟ان کی لکھت کے مطابق حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ اس سورۂ مبارکہ (الم السجدہ:۳۲) کے پڑھنے کا حکم دیا کرتے تھے اور بتاتے تھے کہ یہ سورت عذاب قبر سے نجات دیتی ہے۔ جو شخص اس کی تلاوت کرتا ہے، جب قبر میں اس کا حساب وکتاب شروع ہوتا ہے تو یہ سورت عذاب قبر سے جھگڑتی اور اسے روکتی ہے کہ اس میت کو عذاب قبر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ سے عرض کرتی ہے کہ اے اللہ اگر میں واقعی آپ کی کتاب (قرآن کریم) ہی کی ایک سورت ہوں تو میری سفارش، اس میت کے لیے قبول فرمالیں (اسے عذاب قبر نہ دیں) اور اگر میں واقعی آپ کی کتاب (قرآن کریم) میں سے نہیں ہوں تو پھر آپ مجھے اپنی کتاب سے مٹا دیں۔

پھر یہ سورۂ مبارکہ ایک پرندے کی شکل اختیار کرکے اس میت پر اپنے پَروں سے سایہ کرلیتی ہے۔ اور عذاب قبر اس سورت کے پڑھنے والے سے پلٹ جاتا ہے۔[1]

حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ ہی کی دوسری روایت میں آتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ ان تک یہ بات پہنچی ہے کہ ایک شخص ہمیشہ اس سورۂ الم السجدہ:۳۲ کی تلاوت کثرت سے کرتا تھا اور اس کے مقابلے میں قرآن حکیم کی باقی سورتیں کم پڑھا کرتا تھا اور بہت گنہگار بھی تھا۔ پھر جب موت آئی تو اس سورت نے اپنے پروں کے سایے میں اُس گنہگار شخص کو لے لیا۔ اور عرض کرنے لگی کہ اے اللہ یہ شخص ہمیشہ میری ہی تلاوت زیادہ کیا کرتا تھا۔ سو آج میری سفارش اس کے حق میں قبول فرمالیں۔ (اور اسے معاف فرمادیں، عذاب نہ دیں) اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ میرے فرشتو! اچھا تو پھر میرے بندے کے جتنے گناہ ہیں، انہیں نیکیوں میں تبدیل کردو۔ اور جنت میں اس کے درجوں کو بہت

[1] أن خالد بن معدان قال : ان ﴿الم (١) تنزيل الكتب لا ريب فيه من رب العلمين﴾ [السجدة:٢،١] تجادل عن صاحبها في القبر تقول : اللهم ان كنت من كتابك ، فشفعني فيه ، وان لم أكن من كتابك ، فامحني عنه ، وانها تكون كالطير تجعل جناحها عليه ، فشفع له ، فتمنعه من عذاب القبر.(مسند الدارمي ، باب فی فضل سورة تنزيل السجدة وتبارك ، رقم الحديث: ٣٤٥٣، ج:٤، ص:٢١٤٤).

بڑھادو۔[1]

یہی وجہ تھی کہ حضرت خالد بن معدان رحمۃ اللہ علیہ ہمیشہ رات کو سونے سے پہلے ان دونوں سورتوں (الم السجدہ:٣٢ اور سورة الملك:٦٧) کی تلاوت کر کے سوتے تھے۔

ان دونوں سورتوں کو جو ملا کر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ یہ دونوں سورتیں اپنے پڑھنے والے کو عذاب قبر سے محفوظ کر دیتی ہیں۔اور قبر کا عذاب ہے ہی اتنا شدید کہ ہر مومن کو چاہیے کہ اس سے پناہ مانگتا رہے اور جہاں تک ہوسکے اس سے اپنے بچاؤ کا بندوبست کرتا رہے۔اس عذاب سے بچنے کی یہ بہت عمدہ صورت ہے کہ انسان روزانہ رات کو سونے سے پہلے اس سورۂ مبارکہ (الم السجدہ:٣٢) کی تلاوت کرلیا کرے۔

(۵) سورۂ یٰسین ٣٦، پ:٢٢، کی تلاوت روزانہ صبح یا رات کو سونے سے پہلے کرنی چاہیے۔

حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ، جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد اور ایک جلیل القدر تابعی ہیں، ان کی روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص سورۂ یٰسین کو دن کے ابتدائی حصے میں (یعنی بالکل صبح کے وقت) پڑھے گا، اللہ تعالیٰ اس کی ضروریات زندگی کو پورا فرمائے گا۔[2]

---

[1] عن خالد بن معدان قال : اقرؤوا المنجية ، وهي الم (١) تنزيل [السجدة : ١-٢] فانه بلغني أن رجلا كان يقروها ما يقرأ شيئاً غيرها و كان كثيرا الخطايا ، فنشرت جناحها عليه وقالت : رب اغفرله فانه كان يكثر قراء تي ، فشفعها الرب فيه ، وقال : اكتبوا له بكل خطيئة حسنة ، وارفعوا له درجة.(مسند الدارمي ، باب في فضل سورة تنزيل السجدة ، رقم الحديث : ٣٤٥١، ج:٤، ص: ٢١٤٤،)

[2] عن عطاء بن أبي رباح قال : بلغني أن رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم قال : من قرأ ﴿يس﴾ في صدر النهار قضيت حوائجه. (سنن الدارمي : كتاب فضائل القرآن ' باب فى فضل ﴿يس﴾ رقم الحديث:٣٤٦١' ج : ٤' ص : ٢١٥٠)

اور حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص رات کو سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرے، اور اس کی نیت یہ ہو کہ اس سورت (یٰسٓ) کی تلاوت سے اللہ تعالیٰ اس پڑھنے والے سے راضی اور خوش ہو جائیں، تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مغفرت فرما دیتے ہیں۔[1]

اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ روزانہ صبح تڑکے یا پھر رات کو سونے سے پہلے اس مبارک سورت، سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کر لیا کرے۔

اس سورت کے اور بھی بہت سے فضائل صحیح احادیث میں آئے ہیں اور اسی وجہ سے علماء کرام کا کہنا ہے کہ زندگی میں جب بھی کوئی مشکل پیش آئے تو بار بار سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرنی چاہیے اور کسی بھی شخص کے مرنے کے وقت بھی اس کے پاس سورۂ یٰسٓ کی تلاوت کرنی چاہیے تاکہ اس آخری وقت میں اللہ تعالیٰ کی رحمتیں، برکتیں اس شخص پر نازل ہوں، موت اور آخرت کی منزل اس کے لیے آسان ہو۔

(۶) **سورۂ دخان: ۴۴، پ: ۲۵**، روزانہ رات کو سونے سے پہلے اس سورت کی تلاوت بھی کرنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے بہت سے نیک بندے اور بندیاں ایسی ہیں جو خاص طور سے، سونے سے پہلے، اس مبارک سورت کو ضرور پڑھ لیتے ہیں کیونکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رات کو سورۂ یٰسٓ پڑھ لی صبح تک اس کی بھی بخشش ہو جائے گی[2] اور جس شخص نے رات کو سورۂ

---

[1] عن جندب رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قرأ يس فى ليلة ابتغاء وجه الله غفر له". (صحيح ابن حبان: كتاب الصلاة، ذكر استحباب قرائة سورة (يس)، رقم الحديث: ٢٥٧٤، ص: ٧٤٦)

[2] عن الحسن سمعت أبا هريرة يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "من قرأ ﴿يس﴾ في ليلة أصبح مغفورا له". (مسند أبي يعلى الموصلي، رقم الحديث: ٦٢٢٤، ج: ١١، ص: ٩١)

دخان پڑھ لی صبح تک اس کے لیے لاتعداد فرشتے مغفرت کی دعا مانگتے ہیں۔[1]

(۷) **سورۂ واقعہ: ۵٦، پ: ۲۷**، روزانہ رات کو مغرب کے بعد یا پھر عشاء کے بعد، بہر حال سونے سے پہلے اس کی تلاوت بھی کرنی چاہیے اور فائدہ یہ ہے کہ ایسا شخص فقر و فاقہ سے محفوظ رہتا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ جو شخص ہر رات کو سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے گا اس کی زندگی میں کبھی فقر و فاقہ نہیں آئے گا۔

چنانچہ اسی حدیث کی بناء پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹیوں کو یہ فرما دیا تھا کہ وہ روزانہ رات کو سورۂ واقعہ کی تلاوت کر لیا کریں اور ان کی صاحبزادیاں رضی اللہ عنہن روزانہ رات کو اس مبارک سورت کو پڑھ لیتی تھیں۔[2]

ہمارے اس دور میں عوام کی اکثریت رزق کی تنگی میں مبتلا ہے۔ اور اس مصیبت کو دور کرنے کے لیے لوگ طرح طرح کے وظیفے پڑھتے، اپنے بزرگوں سے تعویذ لیتے اور دکانوں پر مختلف آیات اور طلسمات لٹکاتے ہیں، کاش کہ وہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے اس وظیفے پر عمل کر لیتے اور اس مصیبت سے نجات پاتے۔ جو وظیفہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم خود بتائیں کیا دنیا میں ان سے بڑھ کر بھی کوئی بابرکت وظیفہ یا تعویز ہوسکتا ہے؟

(۸) **سورۂ ملک: ٦۷، پ: ۲۹**، کو روزانہ رات کو سونے سے پہلے ضرور پڑھنا چاہیے صحیح احادیث

---

[1] عن أبي هريرة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قرأ (حم الدخان) فى ليلة أصبح يستغفر له سبعون ألف ملك". (سنن الترمذى، باب: ماجاء فى فضل ﴿حم﴾ الدخان، كتاب فضائل القرآن، رقم الحديث: ۲۸۸۸، ص: ۷۹۸).

[2] عن ابن مسعود قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قرأ سورة (الواقعة) في كل ليلة لم يصبه فاقة أبدا" وكان بن مسعود يأمر بناته (يقرأنها) كل ليلة. (شعب الايمان للبيهقي، باب فى تعظيم القران، فصل في فضائل السور والآيات، رقم الحديث: ۲٤۹۹، ج: ۲، ص: ٤۹۲).

میں آیا ہے کہ جو شخص بھی روزانہ رات کو سونے سے پہلے یعنی عشاء کے بعد اس سورۂ مبارکہ کو پابندی سے پڑھتا رہے گا، قبر کے عذاب سے محفوظ رہے گا۔

سنن ترمذی کی روایت میں ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا:

''یہ سورت (سورۂ ملك) تو قبر کے عذاب کو روک دیتی ہے، یہ تو نجات دے دیتی ہے (کچھ سمجھے کس چیز سے نجات دے دیتی ہے؟) یہ تو قبر کے عذاب سے نجات دے دیتی ہے۔[1]

خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے اس سورت کو پڑھنے کا ایسا اہتمام فرماتے تھے کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کی روایت میں آتا ہے کہ آپ رات کو اس وقت تک نہیں سوتے تھے جب تک کہ یہ سورت (سورۂ ملك) اور سورۃ الٓمٓ تنزیل (پ:۲۱، سورۃ: السجدہ:۳۲) کی تلاوت نہیں فرمالیتے تھے۔[2]

(۹) سورۂ زلزلہ:۹۹، پ:۳۰، جو کہ ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا'' سے شروع ہوتی ہے، رات کو سونے سے پہلے اس کی تلاوت بھی کرنی چاہیے۔ اس سورت کی کل آٹھ (۸) آیات ہیں لیکن ان (۸) آیات کو پڑھنے کا ثواب آدھے قرآن یعنی (۱۵) پاروں کے پڑھ لینے کے ثواب

---

[1] عن ابن عباس قال: ضرب بعض أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم خباء ه على قبر وهو لا يحسب أنه قبر، فإذا فيه إنسان يقرأ سورة تبارك الذى بيده الملك حتى ختمها، فأتى النبي صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله، إني ضربت خبائي على قبر وأنا لا أحسب أنه قبر، فإذا فيه إنسان يقرأ سورة تبارك (الملك) حتى ختمها. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "هي المانعة، هي المنجية تنجيه من عذاب القبر". (سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك، رقم الحديث: ۲۸۹۰، ص: ۷۹۹)

[2] عن جابر: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا ينام حتى يقرأ، ﴿الم، تنزيل﴾ (السجدة)، و ﴿تبرك الذى بيده الملك﴾ (الملك). (سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الملك، رقم الحديث: ۲۸۹۲، ص: ۷۹۹)

کے برابر ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہم کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ قرآن حکیم کی مختلف سورتوں کے فضائل بیان فرمائے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ ''اِذَا زُلْزِلَتِ الْاَرْضُ زِلْزَالَهَا'' والی سورت کا ثواب آدھے قرآن کے برابر اور ''قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ'' والی سورت کا ثواب ایک چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔[1]

مطلب یہ ہوا کہ جو شخص سورۂ زلزلہ پڑھے گا تو وہ آدھا قرآن پڑھنے کے برابر ثواب پائے گا اور جو شخص سورۂ کافرون کی تلاوت کرے گا اسے تقریباً ساڑھے سات پاروں کے بقدر، پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

(۱۰) **سورۂ تکاثر: ۱۰۲، پ: ۳۰**، روزانہ رات کو سونے سے پہلے اس کی تلاوت بھی کرنی چاہیے۔ اس سورۂ مبارکہ کی کل آٹھ (8) آیات ہیں لیکن ان کے پڑھنے کا ثواب ایک ہزار آیات یعنی قرآن کریم کے تقریباً چھٹے حصے، پانچ پاروں کے برابر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی یہ بھی نہیں کرسکتا کہ روزانہ قرآن حکیم کی ایک ہزار آیات پڑھ لیا کرے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ کس میں یہ طاقت ہے کہ روزانہ ایک ہزار آیات کی تلاوت کرلیا کرے؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ کیا یہ نہیں ہوسکتا کہ تم میں سے کوئی سورۂ تکاثر پڑھ لیا کرے۔[2]

---

[1] سمعت أنس بن مالك يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿قل يايها الكافرون﴾ ربع القرآن، و ﴿إذا زلزلت الأرض﴾ ربع القرآن، و ﴿إذا جاء نصر الله﴾ ربع القرآن. (مسند احمد، ، رقم الحديث: ۱۲٤۸۸، ج: ۱۹، ص: ٤۷۲)

[2] عن ابن عمر قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ألا يستطيع أحدكم أن يقرأ ألف آية في كل يوم، قالوا ومن يستطع أن يقرأ ألف آية؟ قال: ما يستطيع (أحدكم) أن يقرأ ﴿ألهاكم التكاثر﴾. (شعب الايمان، باب فضل في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور و الآيات، رقم الحديث: ۲۰۱۷، ج: ۲، ص: ٤۹۸).

یعنی مطلب یہ تھا کہ جب کوئی سورۂ الھکم التکاثر پڑھ لے گا تو اسے ایک ہزار آیات پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

(۱۱) **سورۂ کافرون: ۱۰۹، پ: ۳۰،** انسان رات کو سونے کی غرض سے جب بستر پر آئے تو تیسویں پارے کی یہ سورت بھی پڑھنی چاہیے۔ یہ سورت چاروں قل میں سے پہلا ''قل'' بھی کہلاتا ہے۔ قرآن کریم کے آخری حصے میں چار ایسی سورتیں ہیں جو لفظ ''قُل'' سے شروع ہوتی ہیں اور ان چاروں سورتوں کو اصطلاح میں ''چار قل'' بھی کہا جاتا ہے۔ قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ. ان چار میں سے پہلی سورت ہے۔

حضرت نوفل رضی اللہ عنہ نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ درخواست کی تھی کہ انہیں کوئی ایسی چیز پڑھنے کے لیے بتادی جائے جسے وہ سوتے وقت، جب بستر پر آئیں تو پڑھ لیا کریں تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا۔

''قُلْ یٰٓاَیُّھَا الْکٰفِرُوْنَ '' پڑھا کرو اس میں شرک سے مکمل بیزاری کا اعلان ہے۔[1]

(۱۲) **سورۂ نصر: ۱۱۰، پ: ۳۰،** اس سورۂ مبارکہ کو بھی رات کو سونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیے کیونکہ مسند احمد کی ایک روایت کے مطابق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے (اذا جاء نصر اللہ) کو قرآن حکیم کا ایک چوتھائی یعنی تقریباً ساڑھے سات پارے، قرار دیا ہے۔ اس لیے سونے سے پہلے اس سورۂ مبارکہ کو بھی پڑھ لینا چاہیے تاکہ پڑھنے والا زیادہ سے زیادہ ثواب حاصل کر سکے۔[2]

---

[1] عن فروة بن نوفل عن أبيه : أن رسول اللّٰه صلى اللّٰهعليه وسلم قال : "مجيء ماجاء بك" قال : جئت لتعلمني شيئا أقوله عند منامي ، قال : "فإذا أخذت مضجعك، فاقرأ ﴿قل يايها الكفرون﴾ ثم نم على خاتمتها ، فإنها براءة من الشرك ".(سنن الدارمي : كتاب فضائل القرآن ' باب في فضل ﴿قل يايها الكفرون﴾ رقم الحديث:٣٤٧٠' ج : ٤' ص : ٢١٥٥)

[2] سمعت أنس بن مالك يقول : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : ﴿قل يايها الكافرون﴾ ربع القرآن،

(۱۳) **سورۂ اخلاص: ۱۱۲، پ: ۳۰**، سونے سے پہلے یہ پوری سورت بھی پڑھ کر سونا چاہیے۔ تلاوت کے اعتبار سے اگرچہ یہ تین آیات ہیں لیکن ان کے پڑھنے کا ثواب ایک تہائی قرآن (دس پاروں کے برابر) ہے۔

حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کوئی اتنی ہمت بھی نہیں کرسکتا کہ رات کو ایک تہائی قرآن پڑھ لیا کرے؟ یہ ارشادگرامی سننے والوں کو بہت عجیب محسوس ہوا کہ روزانہ رات کو دس پارے کون پڑھ سکتا ہے؟ چنانچہ انہوں نے عرض کیا کہ ایک رات میں 1/3 (ایک تہائی) قرآن کیسے پڑھا جاسکتا ہے؟ آپ نے ارشادفرمایا کہ **قل ھو اللہ احد** (پوری سورۂ اخلاص) یہ تہائی قرآن کے برابر ہے۔یعنی جس نے رات کو یہ سورۂ مبارکہ پڑھ لی تو اس نے گویا کہ ایک تہائی قرآن پڑھ لیا۔[1]

یہ اور اس جیسی دوسری روایات کی وجہ سے علماء کرام نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھنے کا ثواب دس پاروں کے برابر ہے۔

اگر آسانی سے ممکن ہو تو رات کو سونے سے پہلے ایک سو مرتبہ سورۂ اخلاص کی تلاوت کر لینی چاہیے۔ بظاہر یہ عمل کچھ مشکل نظر آتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس عمل کا ثواب اگر معلوم ہوجائے تو بلاشک وشبہ یہ سودا بڑا سستا ہے۔اللہ تعالیٰ کی توفیق شامل رہے تو ایک سو دفعہ یعنی ایک تسبیح سورۂ اخلاص کی پڑھنا کوئی بڑی بات نہیں۔اس دور میں بھی اللہ تعالیٰ کے بعض بندے اور بندیاں ایسی ہیں کہ ان کا رات کو

...... و ﴿إذا زلزلت الأرض﴾ ربع القرآن، و ﴿إذا جاء نصر اللّٰه﴾ ربع القرآن .(مسند احمد، ، رقم الحديث : ١٢٤٨٨، ج : ١٩، ص :٤٧٢)

[1] عن أبي أيوب قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : "أيعجز أحدكم أن يقرأ في ليلة ثلث القرآن ؟ من قرأ : ﴿قل هو اللّٰه احد ، اللّٰه الصمد﴾ فقد قرأ ثلث القرآن "(سنن الترمذى ، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة الاخلاص، رقم الحديث : ٢٨٩٦، ص :٨٠٠)

سونے سے پہلے کا روزمرہ معمول اس ایک تسبیح سے کہیں زیادہ کا ہے۔

ایک سو مرتبہ **"قل ھو اللہ احد"** پڑھنے پر جو انعام ملتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص سونے سے پہلے ایک سو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے تو جب قیامت آئے گی ، اللہ تعالیٰ اُس دن اس پڑھنے والے بندے سے کہے گا کہ میرے بندے اپنے دائیں ہاتھ کی طرف والی جنت میں چلا جا۔[1]

ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جو جو شخص روزانہ دوسو مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھ لے، اس کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن قرضہ معاف نہیں ہوتا۔ قرض چونکہ حقوق العباد میں سے ہے اس لیے اس کا استثناء کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ اگر توفیق دے تو یہ عمل کرنا چاہیے۔ رحمت باری تعالیٰ کے لیے کیا مشکل ہے کہ انسان کے اس دوسو مرتبہ کے پڑھنے کو قبول فرمالے اور پچاس برس تک جو گناہ کیے ہیں، ان کی بخشش کا سامان ہو جائے۔

اگر کسی شخص کے لیے روزانہ ایک سو بار یا دوسو بار سورۂ اخلاص کی تلاوت مشکل ہو جائے تو پھر اسے چاہیے کہ کم سے کم پچاس مرتبہ تو اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت کر ہی لے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص سورۂ اخلاص کو پچاس مرتبہ پڑھ لے، اللہ تعالیٰ اس شخص کے پچاس برس کے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

(۱۴،۱۵) سورۂ فلق: ۱۱۳، پ: ۳۰ اور سورۂ ناس: ۱۱۴، پ: ۳۰، یہ دونوں قل بھی رات کو

---

[1] عن أنس بن مالك، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال : " من أراد أن ينام على فراشه فنام على يمينه ثم قرأ ﴿قل هو الله احد﴾. مائة مرة إذا كان يوم القيامة يقول له الرب : يا عبدي ادخل على يمينك الجنة. (سنن الترمذي ، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في سورة الاخلاص، رقم الحديث : ۲۸۹۸، ص: ۸۰۱).

سونے سے پہلے پڑھ کر سونے چاہییں۔ کئی مرتبہ یہ ہوتا ہے کہ خود انسان اور کبھی بچے خواب میں ڈر جاتے ہیں۔ اور کبھی ایسے بھی ہوتا ہے کہ جنات اور شیاطین کی شرارتیں بھی انسان محسوس کرتا ہے وہ بچوں کو کیا اور بڑوں کو کیا، سبھی کو تنگ کرتے ہیں اور ان کی شرارتوں کی وجہ سے کبھی تو نیند اُچٹ جاتی ہے اور کبھی پریشان کن خیالات خلل انداز ہوتے ہیں سو ان تمام پریشان کن حالات اور تکالیف سے نجات حاصل کرنے کے لیے سونے سے پہلے (۱) ایک مرتبہ پوری سورۂ اخلاص (۲) ایک مرتبہ پوری سورۂ فلق (قل اعوذ برب الفلق) اور (۳) ایک مرتبہ پوری سورۂ ناس (قل اعوذ برب الناس) یہ تینوں سورتیں پڑھ کر دونوں ہاتھوں کو ایسے ملا کر جیسے کہ دعا مانگتے وقت ہاتھوں کو آپس میں ملایا جاتا ہے، اور پھر ان (دونوں ہاتھوں) میں پھونک کر اپنے یہ دونوں ہاتھ پہلے اپنے سر پھر چہرے پھر جسم کے اگلے حصے اور پھر جسم کے پچھلے حصے پر جہاں تک ہو سکے، پھیر کر لیٹنا چاہیے اور یہ عمل تین مرتبہ کرنا چاہیے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی معمول تھا۔ چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ سونے سے پہلے یہ تھا کہ جب آپ رات کو آرام فرمانے کے لیے، اپنے بستر پر تشریف لاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو ملا لیتے (جیسے کہ دعا مانگتے وقت دونوں ہاتھوں کو ملا لیا جاتا ہے) پھر یہ تینوں آخری قل ((۱) قل ھو اللہ احد (۲) قل اعوذ برب الفلق (۳) قل اعوذ برب الناس) پورے، زبانی پڑھ کر دونوں ہاتھوں پر پھونک لیتے۔ پھر دونوں ہاتھوں کو پہلے سر پر، پھر چہرۂ انور پر پھر اپنے جسم مبارک کے سامنے حصے پر اور اس کے بعد جہاں تک جسم پر آپ کے ہاتھ پہنچ سکتے، پھیرتے اور یہ عمل آپ تین دفعہ کرتے تھے۔[1]

---

[1] عن عائشة : أن النبي صلى الله عليه وسلم كان إذا أوى إلى فراشه كل ليلة جمع كفيه، ثم نفث فيهما، فقرأ فيهما : ﴿قل هو الله احد﴾ و ﴿قل أعوذ برب الفلق﴾ و ﴿قل أعوذ برب الناس﴾ ثم يمسح بهما ما استطاع من جسده ، يبدأ بهما على رأسه ووجهه، وما أقبل من جسده يفعل ذلك ثلاث مرات. (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل المعوذات، رقم الحديث : ۵۰۱۸، ج : ۳، ص : ۵۷۲)

اس لیے چاہیے کہ انسان خود بھی یہ عمل کرے اور وہ بچے جو ان آیات قرآنی کو خود نہ پڑھ سکتے ہوں، ان کے بڑے ان پر ایک مرتبہ یہ تینوں قل پڑھ کر اپنے ہاتھ ان بچوں پر پھیر دیں۔ پھر دوسری مرتبہ یہی عمل کریں اور پھر تیسری مرتبہ بھی یہی عمل کر لیا جائے۔

اس طرح رات کو سونے سے پہلے تلاوت کرنے کا ثواب بھی ملتا ہے اور اگر جنات وشیاطین کی شرارتوں یا ان کے اثرات کی وجہ سے نیند نہ آ رہی ہو تو، نیند بھی آ جاتی ہے۔

نیند نہ آنے کے مرض کی ایک دعا جو حدیث میں آئی ہے

نیند نہ آنے کے معاملے میں یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بھی یہی شکایت تھی کہ انہیں رات کو نیند نہیں آتی تھی۔ اپنی اس بیماری کا تذکرہ انہوں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے ان سے فرمایا کہ جب آپ بستر پر لیٹیں تو یہ دعا مانگ لیا کریں۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَمَا اَظَلَّتْ وَرَبَّ الْاَرْضِيْنَ وَمَا اَقَلَّتْ وَرَبَّ الشَّيَاطِيْنِ وَمَا اَضَلَّتْ كُنْ لِيْ جَارًا مِنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ جَمِيْعًا اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيَّ اَحَدٌ اَوْ اَنْ يَبْغٰى عَلَيَّ عَزَّ جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ۔[1]

اے اللہ! ساتوں آسمانوں اور ان کے نیچے کی وہ تمام چیزیں جن پر ان آسمانوں کا سایہ پڑ رہا ہے، کے پروردگار، اور زمینیں اور ان زمینوں نے جن جن چیزوں کو اُٹھا رکھا ہے، ان سب کے پالنے والے اور شیاطین اور جنہیں وہ گمراہ کرتے ہیں، اس مخلوق کے بھی پالنے والے، اپنی اس ساری مخلوق کے شر سے مجھے اپنی حفاظت اور پناہ میں لے لے، اس طرح سے کہ آپ کی ساری مخلوق میں سے

---

[1] سنن الترمذي، باب جامع الدعوات، بابٌ، رقم الحديث:٣٥٢٣، ج:٥،ص:٥٣٨.

کوئی بھی مجھ پر ظلم اور زیادتی نہ کرے۔ بہت عزت والا اور محفوظ ہے وہ شخص جو آپ کی پناہ میں ہے۔ آپ کی تعریف بہت زیادہ اور آپ کی شان بہت بلند ہے۔ آپ کے علاوہ کوئی اس قابل نہیں کہ اس کی عبادت کی جائے اور سچی بات تو یہ ہے کہ بس تو ہی ہے جو عبادت کے لائق ہے۔

سو اگر کسی مرد وعورت کو رات کو نیند نہ آنے کی شکایت ہو تو انہیں آخری تینوں قل پڑھنے اور جسم پر دم کرنے کے بعد اس دعا کو بھی مانگ لینا چاہیے۔

ایک اہم تنبیہ

گذشتہ تحریر میں جو بہت سی سورتوں کے پڑھنے پر بہت زیادہ اجر وثواب کا تذکرہ کیا گیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ثواب دینے کے پیمانے اور اس کے خزانے ہمارے وہم وگمان سے کہیں زیادہ وسیع ہیں۔ وہ ذات جس عمل پر جتنا چاہے ثواب مرتب فرمائے، کون ہے جو اس کی عطا پر پابندی لگا سکے؟ اور کس کی جرأت ہے کہ اس کی عنایات ونوازشات کو روک سکے؟

ان چھوٹی چھوٹی سورتوں پر اتنا زیادہ ثواب دیکھ کر ہی تو بعض اہل علم نے یہ کہا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ جب بھی اپنے والدین، اساتذہ، مشائخ اور امت مسلمہ کے عام مسلمانوں یا اپنے دوستوں اور اعزاء واقرباء کے لیے ایصال ثواب کرنا چاہیے۔ تو (۱) آیۃ الکرسی کو چار مرتبہ (۲) سورۂ زلزلہ دو مرتبہ (۳) سورۂ تکاثر سات مرتبہ (۴) سورۂ کافرون چار مرتبہ اور (۵) سورۂ نصر چار مرتبہ، (۶) سورۂ اخلاص تین مرتبہ، پڑھ لیا کرے کہ ان سب آیات اور سورتوں کے پڑھنے میں وقت تو بہت تھوڑا لگتا ہے لیکن خود پڑھنے والے اور جن کے لیے ایصال ثواب کیا جا رہا ہے ان مرحومین کو، ثواب بہت ملتا ہے۔

روزانہ رات کو سونے سے پہلے پڑھنے والی آیات

قرآن حکیم کی ان سورتوں کے بعد اب ان آیات کی تفصیل دی جارہی ہے جو کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو سونے سے پہلے پڑھتے تھے اصولاً تو ہر مسلمان کو یہ چاہیے کہ ان سورتوں اور آیات کو پڑھنا، اپنا یومیہ ورد بنالے لیکن اگر کوئی شخص اپنی قلت فرصت یا مصروفیات کے باعث، یہ سورتیں نہ پڑھ سکے تو کم سے کم ان آیات کی تلاوت تو ضرور ہی کر لے کہ اس میں کچھ وقت بھی نہیں اور وقت بھی کم خرچ ہوتا ہے۔

نمبر شمار	پارہ	آیات	کیفیت
1	3	سورۃ ایۃ الکرسی	مختلف اوقات میں گیارہ مرتبہ
2	3	۱۰ آیات	ایک مرتبہ
3	3	سورۃ بقرہ کا آخری رکوع	ایک مرتبہ
4	4	سورۃ ال عمران کا آخری رکوع	ایک مرتبہ
5	15-16	سورۃ کہف کی ابتدائی اور آخری دس آیات	ایک مرتبہ صبح وشام
6	24	سورۃ مومن کی ابتدائی دو آیات	ایک مرتبہ صبح وشام
7	28	سورۃ حشر کی آخری تین آیات	صبح وشام

(۱) آیت الکرسی، پ:۳، س: البقرہ، آیت: ۲۵۵، مختلف احادیث میں اس آیت مبارکہ کے بہت سے فضائل آئے ہیں اس لیے رات کو سونے سے پہلے اسے بھی پڑھ لینا چاہیے۔ایک طویل روایت میں حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کو رُبع قرآن، قرآن کریم کا چوتھا حصہ قرار دیا ہے[1] یعنی تقریباً ساڑھے سات پارے۔اس لیے بعض اہل علم کا خیال یہ ہے کہ اس

[1] مسند أحمد، تتمه مسند أنس بن مالك، رقم الحديث:۱۳۳۰۹، ج:۲۱،ص:۳۲.

آیت الکرسی کو رات سونے سے پہلے چار مرتبہ پڑھنا چاہیے۔

صحیح بخاری کی ایک اور طویل روایت کے مطابق جب کوئی شخص رات کو آیت الکرسی، پڑھ لیتا ہے تو ایک فرشتہ صبح تک اس کی حفاظت کرتا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آیت الکرسی کو صبح وشام دونوں اوقات میں پڑھنا چاہیے۔[1]

المعجم الاوسط میں یہ روایت بھی آئی ہے کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ جو شخص بھی ہر فرض نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھتا رہے گا اسے سوائے موت کے اور کوئی بھی چیز جنت میں جانے سے نہیں روک سکے گی۔[2]

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کو ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنی چاہیے سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کس وقت؟ آیا نماز کے فرائض کے فوراً بعد یا پھر سنن ونوافل کی ادائیگی کے بعد؟ حنفی فقہاء اس بات کے قائل ہیں کہ احادیث میں جتنے بھی اس طرح کے وظائف نماز کے بعد پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ فرائض، واجبات، سنن اور نوافل کے بعد ہی اِن کو پڑھنا چاہیے۔[3]

---

[1] فقال : إذا أويت إلى فراشك، فاقرأ آية الكرسي: " اللّٰه لا إله إلا هو الحي القيوم" . حتى تختم الايةُ فإنك لن يزال عليك من اللّٰه حافظ، ولا يقربنك شيطان حتى تصبح .(صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم الحديث ٥٠١٠، ص : ١٠٥٦).

[2] عن أبي أمامة، قال : قال رسول اللّٰه صلى اللّٰه عليه وسلم : " من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا أن يموت".(المعجم الأوسط ، من اسمه موسى، رقم الحديث ٨٠٦٨، ج: ٦، ص : ٧٩).

[3] واما ما ورد من الأحاديث فى الأذكار عقيب الصلوة فلا دلالة فيها على الاتيان بها عقيب الفرض قبل السنة بل تحمل على الاتيان بها بعد السنة ولا يخرجها تخلل السنة بينها وبين الفريضة عن كونها بعدها وعقيبها لأن السنة من لواحق الفريضة وتوابعها ومكملاتها فلم تكن اجنبية منها فما ....

سوآیت الکرسی کو بھی نماز مکمل ہونے کے بعد ہی پڑھا جائے گا اب غور کیجیے کہ جب کوئی شخص دن اوررات میں پانچوں نماز کے بعد پانچ مرتبہ اور صبح وشام دو مرتبہ اور پھر سونے سے پہلے چار مرتبہ آیت الکرسی پڑھے گا تو دن اوررات میں یہ آیت مبارکہ کل گیارہ مرتبہ (5+2+4=11) پڑھی جائے گی اوراس طرح ان تمام روایات پر عمل ہو جائے گا جومختلف احادیث میں وارد ہوئی ہیں۔

(۴،۲)سورۂ بقرہ کی آخری دوآیات: ۲۸۵، ۲۸۶، یہ آیات امن الرسول سے لے کرسورۂ بقرہ کے آخرتک کی ہیں انہیں روزانہ رات کوسونے سے پہلے پڑھنا چاہیے۔بعض حضرات نے ان دو آیات کی بجائے سورۂ بقرہ کا آخری رکوع، کہاہے، یہ بھی درست ہےاس لیےکوئی شخص آخری دوآیات پڑھے یاپورارکوع جوکہ تین آیات پر مشتمل ہے،دونوں صورتیں درست ہیں۔اللہ تعالیٰ نے ان آیات کو صحیح عقیدے،اپناخاص قرب،بہت وسیع رحمت اور بڑی جامع دعا کی حیثیت سے نازل فرمایاہے۔اِن

......يفعل بعدها يطلق عليه أنه فعل بعد الفريضة وعقيبها وقول عائشة مقدار ما يقول الخ يفيد أن ليس المراد أنه كان يقول ذلك بعينه بل كان يقعد زمانا يسع ذلك المقدار ونحوه من القول تقريبا فلا ينافى مافي الصحيحين عن المغيرة أنه عليه الصلوة والسلام كان يقول فى دبر كل صلوة مكتوبة لا اله الا اللّه وحده لا شريك له له الملك وله الحمد وهو على كل شيء قدير، اللهم لا مانع لما اعطيت ولا معطي لما منعت ولا ينفع ذا الجدمنك الجد وكذا ماروي مسلم وغيره عن عبداللّه بن الزبير كان رسول اللّه صلى اللّه عليه وسلم اذاسلم من صلاة قال بصوته الأعلى لا اله الا اللّه وحده لا شريك له لهالملك وله الحمد وهو على كل شيء قديرولا حول ولا قوة الا باللّه ولا نعبد الا إياه له النعمة وله الفضل وله الثناء الحسن لا اله الا اللّه مخلصين له الدين ولو كره الكافرون لأن المقدار المذكور من حيث التقريب دون التحديد قد يسع كل واحد من نحو هذه الأذكار لعدم التفاوت الكثير بينهما وكون التقدير بالتقريب فى التخمين دون التحديد والتحقيق واللّه أعلم.(غنية المتملي فى شرح منية المصلي المشتهربشرح الكبير،ص:٣٤٢)

دونوں آیات کو پڑھ لینے پر کیا کچھ ملتا ہے؟ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص بھی سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کو رات (سونے سے پہلے) پڑھ لے گا، وہ اس کے لیے کافی ہو جائیں گی۔[1]

اس حدیث میں کافی ہو جانے سے مراد یا تو یہ ہے کہ اس پڑھنے والے شخص کو پوری رات کی عبادت کا ثواب دلانے کے لیے بس یہ دو آیات ہی کافی ہو جائیں گی۔ اور یا پھر مراد یہ ہے کہ اس تمام رات میں ہر طرح کے شر سے حفاظت کے لیے یہ دو آیات ہی کافی ہو جائیں گی۔

امیر المؤمنین سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ تو ان آیات کو رات سونے سے پہلے پڑھنے کی اتنی زیادہ اہمیت بیان فرماتے تھے کہ ارشاد ہوا جس شخص کو بھی اللہ تعالیٰ نے عقل دی ہو اور وہ مسلمان ہو تو میں نہیں سمجھتا کہ وہ روزانہ رات کو سورۂ بقرہ کی آخری دونوں آیات اور آیۃ الکرسی کو پڑھے بغیر سو جائے۔ یہ خزانے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے نیچے سے نکال کر (اس امت کو) دیئے ہیں۔[2]

مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کے ان خزانوں سے محروم تو بس وہی شخص رہ سکتا ہے جو اپنی عقل سے کام نہ لے اور رات کو سونے سے قبل ان آیات اور آیۃ الکرسی کو نہ پڑھے۔

اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ سونے سے پہلے آیۃ الکرسی کی تلاوت بھی کرنی چاہیے۔ لیکن اگر اللہ کی توفیق شامل ہو اور انسان ہمت کرے تو سورۂ بقرہ کی ان آیات اور آیۃ الکرسی کے ساتھ کچھ مزید آیات پڑھنے کا وہ معمول بنالے جو کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ان روایات میں آیا ہے

---

[1] عن أبي مسعود رضي الله عنه قال: النبي صلى الله عليه وسلم "من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة في ليلة كفتاه". (صحيح البخاري، كتاب فضائل القرآن، باب فضل سورة البقرة، رقم الحديث: ٥٠١٠، ج: ٣، ص: ٥٦٩)

[2] عن علي، قال: ما أرى أحدا يعقل، بلغه الإسلام، ينام حتى يقرأ آية الكرسي، و خواتيم سورة البقرة، فإنها من كنز تحت العرش. (تفسير ابن كثير، سورة البقرة، آيت (٢٨٥-٦، ج: ١، ص: ٦٧١).

جنہیں مسند الدارمی میں نقل کیا گیا ہے۔ وہ یہ فرماتے تھے کہ انسان کو چاہیے کہ رات کو سونے سے پہلے سورۂ بقرہ کی دس آیات کی اس ترتیب سے تلاوت کرے۔

(۱) سورۂ بقرہ کی ابتدائی چار آیات الٓمّٓ سے لے کر **هُمْ يُوْقِنُوْنَ** (پ:۱، س: البقرہ، آیات نمبر: ۱-۴) تک۔

(۲) پھر آیت الکرسی سمیت تین آیات یعنی **اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ** سے لے کر **هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ** (پ:۳، س: البقرہ، آیات نمبر: ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷)

(۳) اور پھر اسی سورۂ مبارکہ کی آخری تین آیات **لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ** سے لے کر **عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ** (پ:۳، س: البقرہ، آیات ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶)

تو اس کے چار فائدے ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ جس گھر میں یہ عمل کیا جائے وہاں رات سے لے کر صبح تک شیاطین و جنات داخل نہیں ہو سکتے۔[۱]

بہت سے لوگ شیطانی اثرات اور جنات کی شرارتوں کی وجہ سے رات کو ڈر جاتے ہیں اور بہت مرتبہ بچے بھی بے چینی سے رات گذارتے ہیں تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ان شیطانی اور جناتی اثرات سے حفاظت کا حل بتا دیا کہ رات کو سونے سے پہلے سورۂ بقرہ کی مندرجہ بالا دس آیات اس ترتیب سے پڑھ لی جائیں تو پڑھنے والا خود اور اس کے اہل و عیال بھی محفوظ رہیں گے۔

---

[۱] قال عبدالله: ،من قرأ عشر آيات من سورة البقرة في ليلة، لم يدخل ذلك البيت شيطان تلك الليلة حتى يصبح : أربعا من أولها، وآية الكرسي وآيتين بعدها، وثلاثاً خواتيمها ، أولها: ﴿**لِلّٰهِ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ.**﴾ (البقرة:٢٨٤) (مسندالدارمي ،كتاب فضائل القرآن، باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسي،رقم الحديث:٣٤٢٥، ج:٤، ص:٢١٢٩).

(۲) یہ کہ کوئی چیز اسے نقصان نہیں پہنچائے گی۔اس کا مطلب یہ ہوا بعض اوقات رات کے اندھیرے میں کوئی کیڑا یا جانور کاٹ لیتا ہے، بعض اوقات کوئی انسان یا اس کی کوئی بات پریشانی کا باعث بن جاتی ہے۔سو جب کوئی شخص ان دس آیات کی اس ترتیب سے تلاوت کرے گا تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فرمانے کے مطابق، ان شاءاللہ جانوروں اور انسانوں کے شر سے بھی محفوظ رہے گا۔

(۳) یہ دس آیات کسی دیوانے پر پڑھ کر پھونک دی جائیں تو اس کی حالت میں بہتری آ جائے گی۔[۱] دیوانگی بھی ایک دماغی خلل ہے اور مختلف انسانوں کو جو نفسیاتی بیماریاں ہوتی ہیں وہ بھی اکثر و بیشتر دماغی امراض ہی ہوا کرتے ہیں بعض اوقات انسان ان چیزوں کا دیوانہ ہو جاتا ہے، جو چیزیں انسان کی دولت اور صحت کو بھی برباد کرتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کی بھی انتہائی معصیت اور نافرمانی پر مشتمل ہوتی ہیں۔ ایسے دیوانے لڑکے، لڑکیوں اور انسانوں پر بھی اگر یہ آیات پڑھ کر روزانہ رات کو دم کر دی جائیں تو اُمید ہے کہ اُن کی دیوانگی میں بھی کمی آئے گی اور اللہ تعالیٰ راہ ہدایت دے گا۔

(۴) سونے سے پہلے یہ دس آیات پڑھنے والا قرآن کریم کو نہیں بھولتا۔[۲]

قرآن کریم کے بھولنے کے بھی کئی درجات ہوتے ہیں مثلاً یہ کہ کوئی شخص حفظ کرے اور اسے بھول جائے یا پھر قرآن کریم کا کوئی خاص حصہ یا کچھ سورتیں یاد کرے اور پھر انہیں بھول جائے یا محض ناظرہ قرآن کریم پڑھا تھا اور اب ناظرہ بھی نہ پڑھ سکے تو چاہیے کہ ہر انسان روزانہ رات کو سونے سے

---

[۱] عن ابن مسعود قال: من قرأ أربع آيات من أول سورة البقرة، وآية الكرسي، وآيتان بعد آية الكرسي، وثلاثا من آخر سورة البقرة، لم يقربه ولا أهله يومئذ شيطان، ولا شيءٌ يكرهه، ولا يقرأن على مجنون إلا أفاق. (مسند دارمی، باب فضل اول سورة البقرة وآية الكرسى، رقم الحديث: ۳۴۲۶، ج:۴، ص: ۲۱۳۰.)

[۲] عن المغيرة بن سبيع وكان من أصحاب عبد الله قال: من قرأ عشر آيات من البقرة عند منامه، لم ينس القرآن: أربع آيات من أولها، وآية الكرسي، وآيتان بعدها، وثلاث من آخرها. (مسند دارمي، كتاب فضائل القرآن، باب فضل أول سورة البقرة وآية الكرسي، رقم الحديث: ۳۴۲۸، ج:۴، ص: ۲۱۳۱.)

پہلے......حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق......سورۂ بقرہ کی یہ دس آیات پڑھنا اپنا معمول بنالے تاکہ مرتے دم تک قرآن کریم کی تلاوت کرسکے اور اسے بھولنے نہ پائے۔

(۴) **سورۂ ال عمران کا آخری رکوع، پ:۴، آیات: ۱۹۰۔۲۰۰**، روزانہ رات کو سونے سے پہلے ”ان فی خلق السموات والارض“ سے لے کر اس سورت کی آخری آیت تک، کو بھی پڑھ کر سونا چاہیے۔ امیر المؤمنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو شخص بھی رات کو اس رکوع کو پڑھے گا، اس شخص کو پوری رات کی نماز اور قیام کا ثواب ملے گا۔ کسی سورت یا آیت کو پڑھنے پر کیا ثواب ملتا ہے، یہ بتانا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے لیے تو کیا خود اپنے طور سے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بھی ممکن نہ تھا کیونکہ یہ حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہی ہے کہ وہ ہی کسی آیت یا سورت کا ثواب متعین فرمائے اور پھر اس کی اطلاع اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کو دے اور وہ اپنی اُمت کو بتادیں اس لیے یقیناً امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے یہ فضیلت حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی ہوگی اور پھر اس فضیلت کو بیان فرمایا ہوگا۔

متعدد احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ خود حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب نماز تہجد کے لیے بیدار ہوتے تھے تو آنکھ کھلنے کے بعد وضو کرنے سے بھی پہلے اس رکوع کی تلاوت فرمایا کرتے تھے۔

سورۂ بقرہ کے آخری رکوع کی طرح اس رکوع میں بھی بہت سی دعائیں ہیں اور غالباً اس وجہ سے اس رکوع کی اتنی فضیلت بیان کی گئی ہے۔

(۵) **سورۂ کہف: ۱۸، پ: ۱۵، کی ابتدائی اور آخری دس آیات**، ”دَجلٌ“ کے معنی عربی زبان میں ”جھوٹ بولنے“ اور ”مکر کرنے“ کے آتے ہیں۔ ”تَدْجِیلٌ“ کے معنی ہیں ”سونے کا ملمع

چڑھانا'' پچھلے زمانے میں کوئی برتن یا تلوار وغیرہ جو لوہے کی دھات کی بنی ہوئی ہوتی تھی، اس پر سونے کا پانی چڑھا دیا جاتا تھا تا کہ دیکھنے والا اسے سونے کا برتن یا سونے کی تلوار سمجھے۔ تو اس عمل کو ''تَدْجِیْلٌ'' کہتے تھے اور پھر آہستہ آہستہ ان الفاظ (دَجلٌ، تَدْجِیْلٌ) کا اطلاق ایسے شخص پر بھی ہونے لگا جو کہ دجل اور فریب کی حرکتیں کرے یعنی حقائق کو چھپائے اور جو کچھ ظاہر کرے، وہ جھوٹ اور باطل ہو۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف احادیث میں خبر دی ہے کہ قرب قیامت کے زمانے میں یہ دجل (فریب، دھوکہ) عام ہو جائے گا۔ کسی صاف گو اور طبعاً شریف انسان کے لیے زندگی دشوار ہو جائے گی اور اکثر و بیشتر لوگ دجال صفت ہوں گے حتیٰ کہ ایسے لوگوں کا سردار اور پیشوا **دَجَّال** ظاہر ہو جائے گا جو کہ دھوکہ بازی میں اپنے تمام پیشرؤں سے سبقت لے جائیگا۔

اللہ تعالیٰ کا اپنا ایک نظام ہے کہ جہاں آگ ہے، وہاں اس سے بچنے کا بھی انتظام ہے اور جہاں دھوکہ ہے، وہاں اسکی قلعی کھولنے کا بھی بندوبست ہے۔ چنانچہ اس قانون کے تحت یہ ضروری تھا کہ جہاں احادیث میں آخری زمانے میں دجل وفریب کے عام ہونے کی خبر دی گئی ہو، وہاں یہ بھی بتایا گیا ہو کہ آخر اس دجل سے بچنے کی صورت کیا ہوگی؟ متعدد احادیث میں یہ بات آئی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے قرب قیامت میں اس دجل وفریب سے بچنے کے لیے سورۂ کہف کی تلاوت کرنے کا حکم دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ اس سورت کا پڑھنا اور اس کی تلاوت انسان کو ان دھوکوں سے محفوظ رکھے گی۔ چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ کی روایت آئی ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیات پڑھتا رہے گا، وہ دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا[1] اور یہیں پر دوسری روایت میں آیا ہے کہ یہ دس آیات، سورۂ کہف کی آخری دس آیات ہیں اور سنن ترمذی میں دجال کے فتنے سے محفوظ رہنے کیلئے اسی سورۂ مبارکہ کی

[1] عن أبي الدرداء: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "من حفظ عشر ايات من أول سورة ....

ابتدائی تین آیات کے پڑھنے کا حکم آیا ہے۔[1] اس لیے مناسب یہ ہے کہ انسان روزانہ صبح و شام سورۂ کہف کی ابتدائی اور آخری دس آیات کی تلاوت اپنا معمول بنا لے تا کہ بڑے اور چھوٹے تمام دجالوں اور دھوکہ دینے والے انسانوں کے شر سے محفوظ رہے۔

(۶) سورۂ مومن یا سورۂ غافر (ایک ہی سورت کے دو نام ہیں) پ:۲۴، س:۴۰ کی پہلی دو آیات،

سنن ترمذی کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی **حم تنزیل الکتب من اللہ العزیز العلیم** سے لے کر **الیہ المصیر** تک اور پھر ان دو آیات کے ساتھ آیت الکرسی بھی ملا کر پڑھ لے گا، تو اگر وہ صبح کو پڑھے تو شام تک اور اگر شام کو پڑھ لے تو صبح تک اس کی (ہر مصیبت) سے حفاظت کی جاتی ہے۔ اسی روایت سے معلوم ہوا کہ صبح و شام یہ دو آیات اور آیت الکرسی کی تلاوت بھی کرنی چاہیے۔[2]

(۷) سورۂ حشر، پ:۲۸، س:۵۹، کی آخری تین آیات: ۲۲ تا ۲۴، رات کو سونے سے پہلے ان تین آیات کی تلاوت بھی کرنی چاہیے جو کہ هو اللہ الذی لا الہ الا هو سے لے کر سورۃ کے آخری حرف تک ہیں کیونکہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی سورۂ حشر کا آخری حصہ دن یا رات کو

...... الكهف، عصم من الدجال"(صحيح مسلم، كتاب صلاة المسافرين و قصرها، باب فضل سورة الكهف و آية الكرسى، رقم الحديث : ۱۸۸۳، ص : ۳۱۵).

[1] عن أبي الدرداء عن النبي صلى الله عليه و سلم قال : " من قرأثلاث آيات من أول الكهف عصم من فتنة الدجال ".(سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة الكهف، رقم الحديث : ۲۸۸٦، ص :۷۹۸).

[2] عن أبي هريرة قال : قال رسول الله صلى الله عليه و سلم: "من قرأ ﴿حم﴾ المؤمن ـ إلى ﴿إليه المصير﴾ و آية الكرسي حين يصبح حفظ بهما حتى يمسي، و من قرأهما حين يمسي حفظ بهما حتى يصبح".(سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة البقرة و آية الكرسي، رقم الحديث : ۲۸۷۹، ص :۷۹٦).

پڑھ لے گا اور پھر اس دن یا رات میں اگر اسے موت آجائے تو جنت میں اس کا داخلہ ضرور ہو جائے گا۔[1] اور ایک دوسری روایت میں آتا ہے کہ جو شخص بھی سورۂ حشر کی آخری آیات کو صبح پڑھ لے تو شام تک اور شام کو پڑھ لے تو صبح تک اللہ تعالیٰ کے بے شمار فرشتے (ستر ہزار) اس کے لیے دعا مانگتے رہتے ہیں۔[2] سورۂ حشر کی یہ تین آیات پڑھنے میں تو شاید ایک منٹ سے بھی کم وقت لگے گا لیکن انسان غور کرے کہ ان کی فضیلت کتنی ہے، فرشتوں کی دعاؤں میں شمولیت ملتی ہے اور اگر ان آیات کو پڑھ کر موت آجائے تو کس قدر نفع کا سودا ہے۔

مسئلہ: یہ بات ذہن میں رکھنی چاہیے کہ شریعت کی رو سے رات مغرب کے بعد شروع ہو جاتی ہے۔ اس لیے جتنی بھی روایات میں یہ آیا ہے کہ ان آیات یا سورتوں کو رات سونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیے، ان روایات پر عمل کی پہلی صورت تو یہ ہے کہ انسان تمام وظائف و اوراد کو مغرب کے بعد پڑھ لے۔ دوسری اور زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ انہیں عشاء کی نماز کے بعد پڑھ لیا جائے۔ کیونکہ بعض مرتبہ انسان بالکل سونے سے پہلے اس حالت میں نہیں ہوتا کہ قرآن کریم کی تلاوت کر سکے۔ اور تیسری صورت یہ ہے کہ ٹھیک سونے سے پہلے انسان اپنے بستر پر جا کر باوضو حالت میں ان

---

[1] حدثنا أبو أمامة الباهلي قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قرأ خواتيم الحشر في ليل أو نهار فمات من يومه أو ليلته فقد أوجب الجنة. (شعب الايمان للبيهقي، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور و الآيات، رقم الحديث ٢٥٠١، ج: ٢، ص: ٤٩٢).

[2] عن معقل بن يسار عن النبي صلى الله عليه و سلم قال من (قال) حين يصبح أعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم و قرأ الثلاث من آخر سورة الحشر وكل الله به سبعين ألف ملك يصلون عليه حتى يمسي و من قالها مساءاً فمثل ذلك. (شعب الايمان للبيهقي، باب في تعظيم القرآن، فصل في فضائل السور و الآيات، رقم الحديث ٢٥٠٢، ج: ٢، ص: ٤٩٢).

اورادو وظائف کو پڑھ لے۔

ان تینوں صورتوں میں سے جس صورت کو بھی اختیار کر لیا جائے، پڑھنے والا ان مستحب اور پسندیدہ طریقوں پر عمل بھی کر لے گا اور اسے ان شاءاللہ ثواب بھی ملے گا۔

....

جمعرات کے دن غروب آفتاب کے بعد سے لے کر جمعہ کے دن غروب آفتاب سے پہلے تک پڑھی جانے والی سورتیں

ہر مسلمان یہ جانتا ہے کہ شریعت میں جمعہ کے دن کی کتنی اہمیت آئی ہے۔اس مبارک دن میں اجتماعی طور پر نماز پڑھنا اور قرآن حکیم کی ان سورتوں کی تلاوت کرنا، جن کی تلاوت کا حکم حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے قرب اور اس کی رضا میں مزید اضافے کا سبب بنتا ہے۔اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی مصروفیات میں سے اتنا وقت فارغ کر لے کہ جمعرات کے دن سورج ڈوبنے کے بعد سے لیکر جمعہ کے دن سورج ڈوبنے سے پہلے پہلے پانچ سورتوں کی تلاوت تو کر ہی لے۔

نمبر شمار	پارہ	سورت	کیفیت
1	3	سورۂ ال عمران	ایک مرتبہ
2	11	سورۂ ھود علیہ وعلی نبینا الصلاۃ والسلام	ایک مرتبہ
3	15	سورۂ کہف	ایک مرتبہ
4	22	سورۂ یٰسٓ	ایک مرتبہ
5	25	سورۂ دخان	ایک مرتبہ

①

سورۂ اٰل عمران

قرآن حکیم کے تیسرے پارے میں سورۂ اٰل عمران: ۳ کی تلاوت کرنی چاہیے اور کوشش یہ ہونی چاہیے کہ جمعرات کے دن مغرب کے بعد اور یا پھر جمعہ کے دن صبح جتنی بھی جلدی اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت ہو سکے، کر لینی چاہیے تاکہ اس رات اور دن میں اس سورت کی تلاوت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی برکات نازل ہوتی ہیں اور اس کے فرشتوں کی جتنی بھی دعائیں حاصل ہو سکتی ہیں ان سب میں وافر حصہ ملے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن سورۂ اٰل عمران کی تلاوت کرے گا، جمعہ کے دن کا سورج ڈوبنے تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتیں اور فرشتوں کی طرف سے اس کے لئے دعا جاری رہے گی۔[1]

اب اگر کوئی شخص جمعرات کے دن مغرب کے بعد سے لیکر جمعہ کا سورج ڈوبنے تک جس وقت بھی اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت کرے گا اسے ان رحمتوں اور دعاؤں میں اتنا ہی زیادہ حصہ ملے گا کیونکہ اس قسم کے امور میں دن سے پہلے آنے والی رات بھی شرعاً دن ہی کے حکم میں داخل سمجھی جاتی ہے۔

②

سورۂ ھود (علیه وعلی نبینا الصلاة والسلام)

قرآن حکیم کے گیارہویں پارے میں سورۂ ھود علیہ الصلاۃ والسلام: ۱۱ کی تلاوت کرنی چاہیے۔ حضرت

---

[1] عن ابن عباس، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قرأ السورة التي يذكر فيها آل عمران يوم الجمعة، صلى الله عليه وملائكته حتى تغيب الشمس". (المعجم الأوسط، من اسمه محمد، رقم الحديث: ٦١٥٧، ج: ٤، ص: ٣٣٤).

کعب رضی اللہ عنہ کی روایت میں آیا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یہ ارشاد فرماتے تھے کہ جمعہ کے دن سورۂ ھود کی تلاوت کیا کرو۔[1]

جمعہ کو سورۂ ھود علیہ السلام کے پڑھنے سے کیا فائدہ ہوتا ہے یا کتنا ثواب ملتا ہے؟ یہ تو کسی روایت میں نہیں مل سکا لیکن اگر کوئی شخص اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے سورۂ ھود کی تلاوت بروز جمعہ کرلیا کرے تو کیا یہی کوئی کم فائدہ ہے کہ اس شخص کو اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کے حکم کی تعمیل کرنے کا شرف حاصل ہوا۔ اور پھر یہ بھی ظاہر ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی کسی بے کار کام کا حکم نہیں دیا کرتے تھے۔ سو جب انہوں نے فرمایا کہ جمعہ کے روز سورۂ ھود علیہ الصلاۃ والسلام کی تلاوت کیا کرو تو یقیناً اس میں بھی ہم اُمتیوں کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوگا۔ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ اس حکم کی تعمیل بھی کرلی جائے۔

③

سورۂ کہف

تیسری سورۂ مبارکہ جس کو جمعہ کے دن خاص طور پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے وہ پندرہویں پارے کے آخر اور سولہویں پارے کے آغاز تک آنے والی سورت یعنی سورۂ کہف: ۱۸ ہے۔ مختلف احادیث میں اس سورۂ مبارکہ کے جمعہ کے دن پڑھنے کے بہت سے فضائل بھی ذکر کئے گئے ہیں۔ مستدرک حاکم اور شعب الایمان للبیہقی رحمۃ اللہ علیہما کی روایت کے مطابق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص بھی جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھے گا، اسے اتنے فاصلے کے برابر نور دیا جائے گا، جتنا فاصلہ اس کے گھر اور بیت اللہ کے درمیان ہے۔[2]

---

[1] عن کعب : ان النبي ﷺ قال: اقرؤوا سورة هودٍ يوم الجمعة. (مسندالدارمي، كتاب فضائل القرآن، باب فضائل الانعام والسور، رقم الحديث:٣٤٤٧، ج:٤، ص:٢١٤٢.)

[2] عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال : قال رول الله صلى الله عليه وسلم : " من قرأ سورة......

غالباً اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ ایسے شخص کو قیامت میں اتنے میلوں کے نور کی لاٹ ملے گی جتنے میل کا فاصلہ اس شخص کے گھر اور کعبۃ اللہ کے درمیان ہوگا۔ قیامت کا دن جہاں سخت ہوگا وہاں بعض لوگوں کے لئے وہ تاریک بھی ہوگا۔ سو جو شخص اس دن اتنا نور حاصل کرے گا وہ یقیناً اللہ تعالیٰ کے بڑے فضل کا مستحق ٹھہرے گا، اس لیے وہ نور حاصل کرنے کیلئے ہر جمعہ کو سورۂ کہف کی تلاوت کر لینی چاہیے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرے تو اس کے لئے آئندہ آنے والے جمعہ تک نور ہی نور ہو جائے گا۔[1]

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ سورۂ کہف کو جمعہ کے دن کے ساتھ کوئی خاص مناسبت ہے، جس کی وجہ سے بار بار اس سورت کو جمعہ کے دن پڑھنے کی ترغیب دی جا رہی ہے اور مراد یہ ہے کہ ایک جمعہ سے لیکر اگلے جمعہ تک پڑھنے والے کے دل میں ایک خاص نور پیدا ہو جائے گا جس کی وجہ سے وہ ہر دھوکہ دینے والے کے دھوکے اور دجالی فتنوں سے محفوظ رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل وکرم سے لکھنؤ اور رائے بریلی میں اپنے شیخ، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندوی (۱۹۱۴ء۔ ۱۹۹۹ء) رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں کچھ وقت حاضری کا موقع ملا تو یہ خوب دیکھا کہ وہ ہر جمعہ کو اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت کیا کرتے تھے اور یہ بھی فرماتے تھے کہ جب میں نو ۹ برس کا تھا تو اُس

...... الكهف كما أنزلت كانت له نورا يوم القيامة من مقامه إلى مكة. (المستدرك للحاكم، كتاب فضائل القرآن، ذكر فضائل سور وآي متفرقة، رقم الحديث: ٢٠٧٢، ج: ١، ص: ٧٥٢).

[1] عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه: أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن من قرأ سورة الكهف يوم الجمعة أضاء له من النور ما بين الجمعتين". (المستدرك للحاكم، كتاب التفسير، تفسير سورة الكهف، رقم الحديث: ٣٣٩٢، ج: ٢، ص: ٣٩٩).

وقت والدہ صاحبہ نے اس سورت کو پڑھنے کی تلقین کی تھی اور بحمداللہ تب سے لے کر اب تک بغیر کسی ناغے کے ہر جمعہ کو اس سورۂ مبارکہ کی تلاوت کرتا ہوں۔

ستتر ۷۷ برس سے زائد بغیر کسی ناغے کے مسلسل ایک نیک عمل کا جاری رہنا، بجز توفیق الٰہی اور فضل و عنایات خداوندی کے اور کس چیز سے تعبیر کیا جا سکتا ہے؟ ہمارے بزرگوں اور مشائخ کا یہ طرز عمل بھی ہمیں تلقین کرتا ہے کہ ہم اپنی زندگیوں میں کتاب وسنت سے پیوستہ رہیں اور جو بھی اچھا کام کریں خواہ اس کی مقدار کم ہو یا زیادہ، اس میں تسلسل اور دوام رہے۔

جمعہ کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کے متعلق اصل اہمیت تو ان احادیث ہی کی ہے جن کا تذکرہ ابھی گذرا اور یا پھر ان روایات کی، جو مختلف کتب احادیث میں وارد ہوئی ہیں لیکن یہاں پر ایک خواب محض اس لیے ذکر کیا جا رہا ہے کہ شاید کسی کیلئے یہ خوش خبری کا ایک درجہ ہو اور اُسے اس کارخیر کی ترغیب ملے۔

قصہ کچھ یوں ہے کہ حضرت ابن دقیق العید رحمۃ اللہ علیہ بہت مشہور اور جید مالکی وشافعی فقہاء میں سے تھے۔ ان کے ایک نہایت عزیز دوست اور شاگرد کا انتقال ہو گیا۔ اس حادثے سے وہ نہایت مغموم اور پریشان تھے اور اسی اثنا میں انہوں نے اپنے اس دوست کو خواب میں دیکھا اور ان کا حال دریافت فرمایا۔ اس عزیز شاگرد اور دوست نے کہا کہ جب آپ حضرات مجھے قبر میں دفنا کر چلے گئے تو میری قبر میں ایک نہایت بدصورت کتّا جو کہ درندوں جیسا تھا، وہ آیا اور غرّانے لگا، مجھے اس سے خوف اور پریشانی لاحق ہوئی اور پھر ایکدم سے ایک نہایت خوبصورت شخص بہت اچھے لباس میں آیا اور اس نے اِس کتّے کو بھگا دیا۔ پھر میرے پاس بیٹھ گیا اور مجھ سے نرمی سے گفتگو کرنے لگا۔ میں نے ان سے دریافت کیا کہ آپ کون ہیں؟ (جنھوں نے قبر میں اس کتے سے میری جان چھڑائی) تو انہوں نے فرمایا وہ جو آپ جمعہ کے دن سورۂ کہف پڑھا کرتے تھے، آپکے اسی عمل کا ثواب (اور اس کی شکل) ہوں۔

---

[1] أخبرني الأمير سيف الدين بلبان الحسامي قال خرجت يوما إلى الصحراء فوجدت ابن دقيق ......

یہ خواب اگرچہ شرعاً کچھ حجت اور دلیل نہیں ہے لیکن ایسی خوابیں کبھی کبھی دکھادی جاتی ہیں تاکہ ورثاء اوراحباء کو کچھ سکون واطمینان ملے۔

④

سورۂ یٰسٓ

چوتھی سورۂ مبارکہ جس کو جمعہ کے دن پڑھنے کی ترغیب دلائی گئی وہ قرآن حکیم کی مشہور سورت "سورۂ یٰسٓ" ہے۔ جہاں یہ فرمایا گیا کہ اس سورت کو روزانہ پڑھا جائے وہاں یہ بھی بتلادیا گیا کہ اسے جمعہ کے دن محض اللہ تعالیٰ کی خوشی اور رضا حاصل کرنے کی نیت سے پڑھنا، کیسے ذریعہ مغفرت بن جاتا ہے۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص نے بھی جمعرات کا دن گزرنے کے بعد رات کو (شب جمعہ میں) سورہ یٰسٓ کی تلاوت کی اس کے گناہ معاف ہو جائیں گے۔[1]

درست نیت کے ساتھ شب جمعہ کو اس کی تلاوت پر گناہوں کی مغفرت بہت بڑا انعام ہے اللہ تعالیٰ توفیق بخشے۔

......العيد في الجبانة واقفا يقرأ ويدعو ويبكي فسألته فقال صاحب هذا القبر كان من أصحابي وكان يقرأ علي فمات فرأيته البارحة فسألته عن حاله فقال لما وضعتموني في القبر جاء ني كلب انفط كالسبع وجعل يروعنى فارتعبت فجاء شخص لطيف في هيئة حسنة فطرده و جلس عندي يؤنسنى فقلت من أنت فقال أنا ثواب قرائتك سورة الكهف يوم الجمعة .(الدرر الكامنة، رقم : ٢٥٦، محمد بن على بن وهب، ج : ٤، ص : ٩٥).

[1] وروي عنه رضى الله عنه قال : قال رسول الله صلي الله عيله وسلم : من قرأ سورة (يٰسين) فى ليلة الجمعة غفرله.(الترغيب والترهيب للمنذري، كتاب الجمعة، الترغيب فى قراءة سورة الكهف وما يذكر معها، ج : ١، ص : ٥١٣).

⑤

سورۃ الدخان

پانچویں سورۂ مبارکہ پ:۲۵ کی سورۂ الدخان:۴۴ ہے، جسے اصولاً تو روزانہ رات کو سونے سے پہلے پڑھ لینا چاہیے لیکن اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر جمعہ کی رات (جمعرات کے دن کا سورج ڈوب جانے کے بعد) کو تو ہمت کر کے پڑھ ہی لینی چاہیے، یہ مبارک سورت بھی ان سورتوں میں سے ایک ہے، جسے حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شب کو پڑھنے کی ترغیب دلائی ہے۔ چنانچہ سنن ترمذی میں یہ حدیث ہے کہ جو شخص بھی رات کو سورۂ دخان کی تلاوت کرے گا اللہ تعالیٰ کے بے شمار (یا ستر ہزار) فرشتے صبح تک اس کے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگتے رہیں گے۔[1]

سنن ترمذی ہی کی دوسری روایت میں آتا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص بھی شب جمعہ میں سورۂ حم دخان پڑھ لے گا، اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرمادے گا۔[2]

لہٰذا ہر مسلمان کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ جمعرات کے دن کا سورج ڈوب جانے کے بعد جمعہ کے دن غروب آفتاب سے پہلے پہلے ان پانچ سورتوں (۱) سورۂ آل عمران (۲) سورۂ ھود علیہ الصلوۃ والسلام (۳) سورۂ کہف (۴) سورۂ یٰسین (۵) سورۂ دخان کی تلاوت کرلے۔

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

---

۱ عن أبي هريرة قال: قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قرأ ﴿حم الدخان﴾ في ليلة أصبح يستغفر له سبعون ألف ملك". (سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة ﴿حم﴾ الدخان، رقم الحديث: ٢٨٨٨، ص: ٧٩٨).

۲ عن أبي هريرة قال: قال: رسول الله صلى الله عليه وسلم "من قرأ (حم الدخان) في ليلة الجمعة غفرله"(سنن الترمذي، كتاب فضائل القرآن، باب ما جاء في فضل سورة ﴿حم﴾ الدخان، رقم الحديث: ٢٨٨٩، ص: ٧٩٨).

سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا طریقہ اور اس سے متعلق کچھ اہم مسائل

یہ بات تو آپ کے علم میں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو سجدہ کرنے کا حکم دیا تھا اور اس نے اپنے غرور اور تکبر کے نشے میں بہک کر اللہ تعالیٰ کا حکم نہیں مانا اور سجدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ وہ سجدہ نہ کرنے کی وجہ سے رسوا ہوا اور ہمیشہ ہمیشہ کیلئے عزت اور رحمت باری تعالیٰ سے محروم کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ کو اپنی عبادت میں سے جو عمل بہت زیادہ پسند ہے، وہ یہ ہے کہ اس کے بندے اُسے سجدہ کریں۔ سجدہ کرنا، اس بے عیب ذات کی قربت، رحمت اور شفقت کو بندے کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ سجدہ کرنے سے وہ خوش ہوتا ہے۔ بندے کے گناہ جھڑتے اور معاف ہوتے ہیں اور عمل میں بندگی کی یہ آخری حد ہے کہ کوئی بندہ اپنا چہرہ، ناک اور پیشانی سب زمین پر رکھ دے، مٹی میں ملا دے اور اس ذات کے پاک ہونے، اس کے بلند مرتبے اور ہر تعظیم کے مستحق ہونے کی گواہی دے۔ اپنی عاجزی کی آخری حد تک پہنچ جائے اور سجدہ کر کے، مقام بندگی کے شرف پر اپنی مہر ثبت کر دے۔ اسی لئے انسان کے سجدہ کرنے پر شیطان رو دیتا ہے اور اسے افسوس ہوتا ہے کہ اُس نے اس عبادت (سجدے) سے انکار کر کے جہنم مول لے لی۔ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ انسان جب (قرآن کریم کی تلاوت میں) آیت سجدہ پر پہنچ کر اسے پڑھتا اور پھر سجدہ کرتا ہے تو شیطان اس انسان سے دور بھاگ جاتا ہے اور روتے ہوئے یہ کہتا ہے کہ ہائے میری بربادی، (حضرت) آدم (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے بیٹے کو سجدے کا حکم ملا، تو اس نے سجدہ کیا اور جنت پا لی اور مجھے بھی سجدے کا حکم دیا

گیا تھا، میں نے انکار کر دیا اور اب میرے لیے جہنم ہے۔[1]

شریعت ہمیں یہ بتاتی ہے کہ ہم جب بھی تلاوت کریں اور قرآن کریم کی ان آیات کو پڑھیں جن میں سجدہ کرنے کا حکم دیا گیا ہے تو ہم ضرور سجدہ کریں۔

(۱) قرآن حکیم میں کل چودہ آیات ایسی ہیں جو آیات سجدہ کہلاتی ہیں۔

(۲) ان آیات سجدہ کے مقام پر قرآن حکیم کے حاشیے پر اگرچہ لفظ ''السجدہ'' لکھا ہوتا ہے تاہم درج ذیل نقشے میں ان آیاتِ سجدہ کو مزید واضح کر کے لکھ دیا گیا ہے۔

نمبر شمار	پارہ	سورت اور اس کا نمبر	آیت سجدہ اور اس کا نمبر
١	٩	الاعراف : ٧	اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ٢٠٦
٢	١٣	الرعد : ١٣	وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ١٥
٣	١٤	النحل : ١٦	وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ٤٩ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۩ ٥٠

(۱) چودہویں پارے میں سورت: النحل: ۱۶ کی ان دو آیات ۴۹ اور ۵۰ پر اہل علم کا اختلاف ہے کہ سجدہ کس آیت کی تلاوت سے واجب ہوتا ہے؟ آیت: ۴۹ کی تلاوت اور آخری لفظ ''یستکبرون'' پر یا پھر آیت: ۵۰ کی تلاوت اور اس کے آخری لفظ ''یومرون'' پر؟ حنفی فقہاء نے دونوں آیات کو پڑھنے کے بعد یعنی لفظ ''یومرون'' کی تلاوت کے بعد سجدے کو واجب قرار دیا ہے تاکہ اگر پہلی آیت: ۴۹ کے

[1] عن أبي هريرة ، قال : قال رسول الله ﷺ إذا قرأ آدم السجدة فسجد، اعتزل الشيطان يبكي ، يقول : ياويله وفي رواية أبي كريب : ياويلي أمر ابن آدم بالسجود فسجد فله الجنة وأمرت بالسجود فأبيت فلي النار.(صحيح مسلم ، كتاب الايمان، باب بيان اطلاق اسم الكفر على من ترك الصلاة، رقم الحديث:٨١، ص:٥٨)

پڑھنے کے بعد سجدۂ تلاوت نہ کیا اور صرف ایک آیت کریمہ (آیت:۵۰) بڑھا کر پڑھ لی اور پھر سجدۂ تلاوت کیا تو کوئی حرج نہیں۔لیکن اگر سجدۂ تلاوت (آیت:۵۰)"یــومـــرون" پر واجب ہوتا ہے اور سجدہ تلاوت (آیت:۴۹) پہلے کرلیا گیا تو سجدۂ تلاوت ادا بھی نہ ہوگا اور ترک سجدۂ تلاوت کی وجہ سے قاری گنہگار بھی ہوگا،سو احتیاط اسی میں ہے کہ دوسری آیت کریمہ (آیت:۵۰) کی تلاوت کے بعد ہی سجدہ کیا جائے۔

نمبرشمار	پارہ	سورت	آیت سجدہ اوراس کا نمبر
٤	١٥	بنی اسرائیل : ١٧	قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۝ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ۝ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ۝

(۲) پندرہویں پارے کی اس سورت بنی اسرائیل کے آخر پر سجدۂ تلاوت کہاں واجب ہوتا ہے؟ اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔کچھ حضرات کے مطابق آیت:۱۰۷ کے بعد اور کچھ حضرات کے نزدیک آیت:۱۰۹ کی تلاوت کے بعد اس لیے احتیاط یہاں بھی یہی ہے کہ سجدہ تلاوت آیت:۱۰۹ کے بعد کیا جائے۔

نمبرشمار	پارہ	سورت	آیت سجدہ اوراس کا نمبر
٥	١٦	مریم علیها السلام : ١٩	اُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ اٰدَمَ ۤ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَاۗءِيْلَ ۡ وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ۝
٦	١٧	الحج : ٢٢	اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَاۗبُّ وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ۭ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ۭ وَمَنْ يُّهِنِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَاۗءُ ۝

(۳) سورۃ الحج میں ایک سجدۂ تلاوت تو وہ ہے جو کہ آیت: ۱۸ کی وجہ سے واجب ہوتا ہے اور حنفی فقہاء نے اسے ہی ضروری قرار دیا ہے۔ پھر اسی سورت کی آیت: ۷۷ میں بھی اللہ تعالیٰ نے رکوع اور سجدے کا تذکرہ فرمایا ہے اور حنفی فقہاء کے نزدیک اس آیت: ۷۷ میں سجدے سے مراد نماز ہے کیونکہ اس کے ساتھ رکوع کا تذکرہ بھی کیا جا رہا ہے۔ لیکن حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت: ۷۷ کی تلاوت پر بھی سجدۂ تلاوت کرنے کے قائل ہیں۔ اسی لیے اس آیت کریمہ پر قرآن حکیم کے حاشیے کو دیکھیں تو وہاں پر یہ الفاظ تحریر شدہ ہیں "السجدة عند الامام الشافعی رحمة الله علیه" اس لیے اگر کوئی حنفی، شافعی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے اس موقع پر نماز کے علاوہ تلاوت کرتے ہوئے، سجدۂ تلاوت ادا کرے تو اس کا یہ سجدۂ تلاوت مستحب قرار پائے گا اور کرنے والے کو ثواب بھی ملے گا۔ یاد رہے کہ فرض نماز اور تراویح میں اس آیت: ۷۷ پر سجدہ نہیں کرنا چاہیے۔

(۴) اس آیت سجدہ: ۷۷ کے صرف ایک آیت کے بعد سورۂ حج مکمل ہو رہی ہے۔ اس لیے اگر کوئی شخص نماز میں اس آیت سجدہ کے بعد صرف یہ آخری آیت پڑھ کر، شافعی مسلک کی رعایت کرتے ہوئے، فرض نماز، نفل نماز یا نماز تراویح میں اپنے رکوع میں سجدے کی نیت کر لے تو اس کی طرف سے یہ سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا اور اسے ثواب ملے گا۔ امام اور مقتدی سب کے لیے ایک ہی حکم ہے۔

(۵) اگر امام صاحب نے فرض نماز یا نماز تراویح پڑھاتے ہوئے اس آیت سجدہ: ۷۷ کو پڑھا اور نماز کی اسی رکعت کے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو اس امام اور تمام مقتدیوں کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔ اور اگر امام صاحب نے اس نماز کی اسی رکعت کے سجدے میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو پھر یہ سجدہ اُن امام صاحب اور پوری جماعت کی طرف سے ادا ہو جائے گا اور سب کو ثواب ملے گا۔

(۶) اگر امام صاحب نے فرض نماز یا نماز تراویح میں اس آیت کی تلاوت کی لیکن نہ تو رکوع میں اور نہ ہی سجدے میں اس سجدۂ تلاوت کی نیت کی تو وہ بالکل گنہگار نہیں ہوگا کیونکہ یہ سجدۂ تلاوت واجب ہی نہیں ہے۔

(۷) اگر کسی مقتدی نے اس آیت کو اپنے امام صاحب سے سن کر اسی رکعت کے رکوع میں یا اسی رکعت کے

سجدے میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تو اس کا یہ مستحب سجدہ ادا ہو جائے گا اور اسے ثواب بھی ملے گا۔

نمبر شمار	پارہ	سورت	آیت سجدہ اور اس کا نمبر
۷	۱۹	الفرقان : ۲۵	وَ اِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَ مَا الرَّحْمٰنُ ۗ اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَ زَادَهُمْ نُفُوْرًا ۩ ﴿۶۰﴾
۸	۱۹۔۲۰	النمل : ۲۷	اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ يَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ﴿۲۵﴾ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۩ ﴿۲۶﴾

(۸) یہ انیسویں پارے کی آخری سورت، سورۂ نمل: ۲۷ کی آیات: ۲۵، ۲۶ ہیں۔ حضرت امام کسائی رحمۃ اللہ علیہ، جو کہ علم قرأت کے بہت بڑے امام ہیں ان کے نزدیک سجدۂ تلاوت آیت: ۲۵ کے پڑھنے کے بعد واجب ہوتا ہے اور حنفی فقہاء رحمہم اللہ آیت: ۲۶ کی تلاوت کے بعد سجدۂ تلاوت کو واجب قرار دیتے ہیں اس لیے یہاں بھی احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ آیت نمبر: ۲۶ کی تلاوت کے بعد ہی سجدۂ تلاوت کو ادا کیا جائے۔[1]

نمبر شمار	پارہ	سورت	آیت سجدہ اور اس کا نمبر
۹	۲۱	السجدہ : ۳۲	اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا وَّ سَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَ هُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ۩ ﴿۱۵﴾
۱۰	۲۳	ص : ۳۸	قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ۭ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَ قَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۭ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَ خَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ۩ ﴿۲۴﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ۭ وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَ حُسْنَ مَاٰبٍ ﴿۲۵﴾

---

[1] السجود في سورة النمل عند قوله تعالىٰ: ﴿رب العرش العظيم﴾ على قراءة العامة بتشديد ﴿ألا﴾، وعند قوله تعالىٰ: ﴿ألا يسجدوا﴾ على قراءة "الكسائي" بالتخفيف. (حاشية ابن عابدين، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج:٤، ص:٥٥٦).

(۹) تئیسویں پارے کی اس آخری سورۂ ص میں ان دونوں آیات (۲۴،۲۵) میں سے سجدے کی آیت کون سی ہے۔ حنفی فقہاء میں سے امام فخر الدین عثمان بن علی الزیلعی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۷۴۳ھ کا فتویٰ یہ ہے کہ آیت سجدہ: ۲۴ ہے اور اس کے لفظ اناب تک کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے۔[1] لیکن دیگر حنفی فقہاء کرام رحمہم اللہ کا فتویٰ یہ نہیں ہے بلکہ وہ اس کے بعد کی آیت: ۲۵ کی تلاوت کے بعد سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک ان آیات کا مضمون آیت: ۲۵ ہی پر مکمل ہوتا ہے۔[2] اس لیے احتیاط اسی میں ہے کہ سجدۂ تلاوت، آیت: ۲۵ کی تلاوت کے بعد ہی ادا کیا جائے۔

(۱۰) سورۂ ص کے اس سجدے کے متعلق یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ جب یہ سجدۂ تلاوت ادا کیا جائے تو اس میں یہ دعا بھی مانگنی چاہیے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ بِهَا . اَللّٰهُمَّ حُطَّ عَنِّیْ بِهَا وِزْراً وَاحْدُثْ لِیْ بِهَا شُكْراً وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاؤدَ سَجْدَتَهٗ.

ترجمہ: ’’اے اللہ اس سجدہ کی وجہ سے مجھے بخش دیجیے، اے اللہ اس سجدے کی وجہ سے میرے گناہوں کے بوجھ کو مجھ سے ہٹا دیجیے اور اے اللہ! اس سجدے کی وجہ سے میرے شکر میں اضافہ پیدا فرما دے۔ اور اس سجدۂ تلاوت کو میری طرف سے ایسے ہی قبول فرما لیجیے جیسے کہ آپ نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ وعلیٰ نبینا الصلاۃ والسلام کے سجدے کو قبول فرما لیا تھا۔‘‘

اس دعا کی وجہ، وہ حدیث ہے جو طبرانی اور مسند ابی یعلیٰ میں آئی ہے کہ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ

---

[1] وفي ص عند قوله تعالىٰ: ﴿وخر راكعاً وأناب﴾[ص:٢٤] عندنا ، وعند بعضهم عند قوله تعالىٰ:﴿وحسن مآب﴾.(تبيين الحقائق، كتاب الصلاة، باب سجود التلاوة، ج:١،ص:٥٠٦).

[2] وفي ص عند ﴿وحسن مآب﴾[٢٥] وهو أولى من قول الزيلعي.(حاشية ابن عابدين ، كتاب الصلاة ، باب سجود التلاوة،ج:٤،ص:٥٥٦).

عنہ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں یہ دیکھا کہ جیسے کہ میں ایک درخت کے نیچے کھڑا ہوں اوراس درخت نے سورۂ ص کی تلاوت شروع کردی پھر جب وہ آیت سجدہ پر پہنچا تو اُس نے سجدۂ تلاوت ادا کیا اوراس میں یہ دعا مانگی (وہی دعا جو مذکورہ بالا سطور میں تحریر کی گئی)۔ جب صبح ہوئی تو میں نے اپنا یہ خواب حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا۔ آپ نے فرمایا ابوسعید! کیا آپ نے بھی سجدہ کیا تھا؟ عرض کیا کہ نہیں۔ تو ارشاد فرمایا ابوسعید! اس درخت سے زیادہ آپ کا حق بنتا تھا کہ آپ سجدۂ تلاوت ادا کرتے۔ پھر حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۂ ص کی تلاوت کی اور جب اس سورت کا سجدۂ تلاوت ادا کیا تو اس سجدۂ تلاوت میں اِس دعا کو بھی مانگا۔[1]

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ ہی کی دوسری روایت میں آتا ہے کہ انہوں نے ایک مرتبہ خواب میں یہ دیکھا کہ وہ سورۂ ص تحریر فرمارہے ہیں اور جب انہوں نے اس سورت کی آیت سجدہ کو تحریر کیا تو ان کے قلم، دوات اور ہر چیز جو کہ وہاں پر موجود تھی، اُس نے بھی سجدۂ تلاوت ادا کیا۔[2]

سواس لیے سورۂ ص کی آیت سجدہ: ۲۵ کا سجدۂ تلاوت واجب بھی ہے اور پھر اس میں مستحب یہ بھی ہے کہ اس میں وہ دعا مانگی جائے جس کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے۔

---

[1] سمعت أبا سعيد يقول: رأيت فيما يرى النائم كأني تحت شجرة، وكأن الشجرة تقرأ(ص). فلما أتت على السجدة سجدت فقالت: في سجودها: [اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ بِهَا . اَللّٰهُمَّ حُطَّ عَنِّيْ بِهَا وِزْراً وَاحْدُثْ لِيْ بِهَا شُكْراً وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ سَجْدَتَهٗ.] فغدوت على رسول اللّٰه ﷺ فأخبرته فقال: (سجدت أنت يا أبا سعيد)؟ قلت: لا. قال: (فأنت أحق بالسجود من الشجرة). ثم قرأ رسول اللّٰه ﷺ سورة (ص)، ثم أتى على السجدة وقال في سجودهِ ما قالت الشجرة في سجودها. (مسند ابي يعلي، مسند سعيد الخدری، رقم الحديث: ١٠٦٩، ج:٢،ص:٣٣٠).

[2] أن أبا سعيد الخدري رضى اللّٰه عنه رأى رؤيا أنه يكتب(ص)فلما بلغ الى الآية التي يسجد بها رأى الدواة والقلم وكل شيء بحضرته انقلب ساجداً، قال: فقصها على النبي صلى اللّٰه عليه وسلم فلم يزل يسجد بها بعد. تفردبه أحمد.(تفسير ابن كثير،سورۂ ص، آيت،٢١-٢٥، ج:٥،ص:٣٧٧).

نمبر شمار	پارہ	سورت	آیت سجدہ اور اس کا نمبر
۱۱	۲۴۔۲۵	حم ۔ السجدہ : ۴۱	فَإِنِ اسْتَكْبَرُوا فَالَّذِينَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُونَ لَهُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْأَمُونَ ﴿٣٨﴾ السجدة

(۱۱) یہ سورہ حٰمٓ السجدہ :۴۱، پارہ نمبر:۲۴ کی آیت:۳۸، آیت سجدہ ہے۔

حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میں اس بات پر اختلاف تھا کہ سجدۂ تلاوت آیت:۳۷ کے آخری لفظ تعبدون تک پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے یا آیت نمبر:۳۸ کے آخری لفظ یسئمون تک پڑھنے سے؟ امیر المومنین سیدنا علی بن ابی طالب اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہم، آیت نمبر:۳۷ کے آخری لفظ تعبدون پر سجدۂ تلاوت کرنا ضروری سمجھتے تھے اور حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ بھی یہی ہے۔ جب کہ حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت وائل بن حجر رضی اللہ تعالیٰ عنہم آیت:۳۸ کے آخری لفظ یسئمون پر سجدہ ضروری قرار دیتے تھے اور حنفی فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اسی قول پر فتویٰ دیا ہے اور اس کی عقلی وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر سجدۂ تلاوت آیت:۳۷ پر واجب ہوا تھا اور پھر ہم نے صرف ایک آیت:۳۸ مزید پڑھ کر سجدۂ تلاوت ادا کیا تو کوئی فرق نہیں پڑتا اور تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے فتاویٰ پر عمل ہو جاتا ہے اور اگر اس کے برعکس صرف آیت نمبر:۳۷ کو پڑھ کر سجدۂ تلاوت کیا جائے گا تو پھر جن صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا مسلک آیت:۳۸ کو پڑھ کر، سجدہ تلاوت ادا کرنے کا ہے۔ اُن کے نزدیک سجدۂ تلاوت ادا نہیں ہوگا۔ اس لیے احتیاط کا تقاضا یہی ہے کہ سجدۂ تلاوت، آیت سجدہ:۳۸ کی تلاوت کے بعد ادا کیا جائے۔[۱]

نمبر شمار	پارہ	سورت	آیت سجدہ اور اس کا نمبر
۱۲	۲۷	النجم : ۵۳	فَاسْجُدُوا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوا ﴿٦٢﴾ ع السجدة

---

[۱] یہاں پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا جو مسلک نقل کیا جا رہا ہے اس کا ماخذ المبسوط للسرخسی رحمۃ اللہ علیہ باب السجدہ، ج:۲، ص:۷ ہے۔ ....

۱۳	۳۰	الانشقاق : ۸٤	فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ۝ وَإِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْآنُ لَا يَسْجُدُونَ ۝
۱٤	۳۰	العلق : ۹٦	كَلَّا ۭ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ۝

(۱۲) اگر کوئی شخص سورۂ حج کا دوسرا سجدہ بھی کرنا چاہے تو یہ اس کے لیے مستحب ہے۔

(۱۳) سجدۂ تلاوت وضو کے بغیر جائز نہیں۔

(۱۴) دوران تلاوت جب بھی سجدۂ تلاوت کی آیت پڑھی جائے، فوراً سجدۂ تلاوت ادا کر لینا چاہیے۔

(۱۵) بغیر کسی وجہ کے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے۔

(۱۶) عین طلوعِ آفتاب، زوال آفتاب اور غروب آفتاب کے تین اوقات میں سجدۂ تلاوت ادا نہ کیا جائے تاکہ سورج کی پرستش کرنے والوں کی مشابہت سے بچا جا سکے۔

(۱۷) اگر یہ تلاوت کا سجدہ مکروہ وقت میں واجب ہوا ہے، جیسے کہ فجر یا عصر کی نماز کے بعد تو اس

.... ويختلفون في التي في حم السجدة في موضعها فقال علي رضي الله تعالىٰ عنه آخر الآية الأولى عند قوله "ان كنتم اياه تعبدون" وبه أخذ الشافعي رضي الله تعالىٰ عنه وقال ابن مسعود رضي اللّٰه تعالىٰ عنه عند آخر الآ ية الثانية عند قوله تعالىٰ وهم يسأمون وبه أخذنا لأنه أقرب إلى الاحتياط فإنها ان كانت عند الآية الثانية لم يجز تعجيلها وإن كانت عند الأولى جاز تأخيرها إلى الآية الثانية.

جب کہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت علی رضی اللہ عنہما دونوں کا مسلک یہ بتایا ہے کہ وہ لفظ تعبدون پر سجدۂ تلاوت کے قائل تھے (شامی، ج:۴، ص:۵۵۶)

وفي حم السجدة عند﴿وَهُمْ لَا يَسْئَمُونَ﴾[فُصِّلت-۳۸]، وهو المروي عن "ابن عباس" و" "وائل بن حجر"، وعند "الشافعي":عند﴿إِن كُنتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾[فُصِّلت-۳۷]، وهو مذهب "علي"ونروي عن "ابن مسعود"و"ابن عمر"، ورجحنا الأول للاحتياط عند اختلافِ مذاهب الصحابة ؛ لأنها لو وجبت عند(تَعْبُدُونَ) فالتأخيرُ إلى﴿لَا يَسْئَمُونَ﴾لا يضر بخلاف العكس؛ لأنها تكون قبل وجود سبب الوجوب، فتوجب نقصاناً في الصلاة لو كانت صلاتيةً، ولا نقص فيما قلناه أصلاً .

یہاں پر امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کو اس لیے ترجیح دی گئی ہے کہ وہ اقدم ہیں اور ان کا نقلِ مذہب زیادہ معتبر ہے۔

سجدے کو اُسی وقت ادا کر لینا چاہیے کیونکہ جیسے وقت میں وہ واجب ہوا ہے، ایسے ہی وقت میں وہ ادا بھی ہو جائے گا۔

(۱۸) سجدۂ تلاوت جب ایک مرتبہ واجب ہو جائے تو پھر وہ شخص زندگی میں جب بھی سجدۂ تلاوت ادا کرے گا اس کا یہ سجدہ ''ادا'' ہی شمار ہو گا کیونکہ سجدۂ تلاوت کی ایسی کوئی ''قضا'' نہیں ہوتی جیسے کہ فرض نمازوں کی ''قضا'' ہوا کرتی ہے۔

(۱۹) قرآن حکیم پڑھنے یا سننے سے، جب بھی سجدۂ تلاوت واجب ہو اگر کوئی شخص کسی عذر کی وجہ سے اس وقت فوراً وہ سجدۂ تلاوت ادا نہ کر سکے تو پھر اسے چاہیے کہ کم سے کم یہ پڑھ لے۔

سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ .

ترجمہ: ''ہم نے سنا اور ہم نے آپ کا حکم مانا اے ہمارے رب ہمارے گناہوں کو معاف فرما۔ بے شک ہمیں آپ ہی کی طرف لوٹ کر آنا ہے۔''

اور پھر جب بھی وقت ملے، نماز کے مباح وقت میں فوراً سجدہ تلاوت ادا کرے۔

(۲۰) کسی بھی نماز کے فوراً بعد لوگوں کے سامنے سجدۂ تلاوت ادا کرنا مکروہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص ایسے کرے گا تو ڈر ہے کہ جو شخص بھی اسے دیکھے گا وہ کہیں اس کے سجدۂ تلاوت کو ایک مستقل سجدہ سمجھ کر، نمازوں کے بعد سجدہ کرنا اپنی عادت نہ بنا لے یا یہ کہ سجدۂ تلاوت کرنے والے کا یہ سجدہ فعل کم عقل لوگ بدعت کے طور پر اختیار نہ کر لیں، البتہ تنہائی میں یہ سجدۂ تلاوت جائز ہے۔

(۲۱) سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا طریقہ یہ ہے کہ جب کسی مرد یا عورت پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے تو اُسے چاہیے کہ

کھڑا ہو کر دل میں یہ نیت کر لے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ تلاوت ادا کرتا ہوں اور اگر دل میں نیت نہ کر سکے تو زبان سے یہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے لیے سجدۂ تلاوت کو ادا کرتا ہوں پھر ہاتھ اُٹھائے بغیر،

صرف زبان سے یہ کہے اللّٰہ اکبر پھر جھکے اور سجدے میں چلا جائے۔ سجدے میں تین مرتبہ سبحن ربی الاعلیٰ پڑھے اور جو دعائیں احادیث میں آئی ہیں (نمبر:۳۹ پر ملاحظہ کی جاسکتی ہیں) انہیں پڑھے، پھر اللّٰہ اکبر کہہ کر سیدھا کھڑا ہو جائے، تو اس کا سجدۂ تلاوت مکمل طور پر سنت کے مطابق ادا ہو جائے گا۔

(۲۲) اگر کوئی شخص باوضو ہو اور سجدۂ تلاوت کی نیت کر کے صرف ایک سجدہ کر لے اور سجدے میں نہ ہی سبحن ربی الاعلیٰ پڑھے، نہ دعائیں مانگے حتیٰ کہ سجدے میں جاتے اور اٹھتے وقت دونوں مرتبہ اللّٰہ اکبر بھی نہ کہے تو بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

(۲۳) سجدۂ تلاوت کے لیے قیام کرنا یعنی کھڑے ہو کر پھر سجدۂ تلاوت کے لیے جھکنا یہ قیام مستحب ہے۔

(۲۴) اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت کے لیے قیام نہ کرے اور بیٹھ کر یا بیٹھا ہوا ہو اور پھر وہیں سے سجدۂ تلاوت میں چلا جائے، تو یہ جائز ہے۔

(۲۵) سجدۂ تلاوت کے بعد اٹھ کر کھڑا ہو جانا یہ دوسرا قیام بھی مستحب ہے۔ اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت سے اُٹھ کر بیٹھ جائے یا چل پڑے یا لیٹ جائے تو بھی اس کا سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔ خلاصہ یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت سے پہلے کا قیام اور بعد کا قیام دونوں مستحب ہیں۔

(۲۶) سجدۂ تلاوت میں جاتے وقت تکبیر (اللّٰہ اکبر) کہنا اور سجدہ تلاوت سے فارغ ہو کر اٹھتے وقت تکبیر کہنا یہ دونوں تکبیرات سنت ہیں۔

(۲۷) کوئی شخص سجدۂ تلاوت میں جاتے ہوئے تکبیر کہنا بھول جائے یا جان بوجھ کر چھوڑ دے اور سجدے سے اُٹھتے وقت بھی تکبیر بھول جائے یا جان بوجھ کر چھوڑ دے تو بھی جب سجدہ کرے گا تو سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا خلاصہ یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت کی دونوں تکبیرات سنت ہیں کوئی شخص ان دونوں تکبیرات کو بھول جائے یا جان بوجھ کر چھوڑ دے۔ بحرحال سجدۂ تلاوت ہر طرح سے ادا ہو جائے گا۔

(۲۸) سجدۂ تلاوت سے پہلے جب تکبیر (اللہ اکبر) کہے تو دونوں ہاتھوں کو نہ اٹھائے۔

(۲۹) سجدۂ تلاوت سے اُٹھتے وقت جو تکبیر (اللہ اکبر) کہے تو اُٹھ کر کھڑے ہو جانا بہتر ہے۔

(۳۰) اس دوسری اور آخری تکبیر کے بعد نہ تو تشہد پڑھنا ہے اور نہ ہی سلام پھیرنا ہے، سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

(۳۱) پہلی تکبیر کہہ کر جوں ہی سجدے میں سر رکھا، سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔ اس کے بعد کسی شخص کا وضو باقی نہ رہا تو بھی اس کا سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

(۳۲) سجدۂ تلاوت میں تسبیحات کا پڑھنا سنت ہے۔

(۳۳) سجدۂ تلاوت کرنے والے کو چاہیے کہ سجدۂ تلاوت میں تین مرتبہ سبحن ربی الاعلیٰ پڑھے۔

(۳۴) سجدہ میں پہنچ کر اگر کسی شخص نے ابھی تسبیحات نہیں پڑھی تھیں کہ اُس کا وضو باقی نہ رہا اور تسبیحات نہ پڑھ سکا تو بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو گیا۔

(۳۵) سجدۂ تلاوت جس شخص پر بھی فرض ہو جائے، خواہ وہ امام ہو یا اپنی تلاوت کر رہا ہو تو اس کو چاہیے کہ سجدۂ تلاوت میں تین مرتبہ تسبیح کے بعد سجدۂ تلاوت میں وہ دعا بھی مانگے جو مستدرک حاکم کی روایت کے مطابق حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سجدۂ تلاوت میں مانگا کرتے ہیں۔

سَجَدَ وَجْهِيَ لِلَّذِيْ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ.[۱]

ترجمہ: ”میرے چہرے نے سجدہ کیا اس ذات کو جس نے اسے تخلیق کیا اور اس کی صورت بنائی۔ پھر اس ذات نے اپنی طاقت وقدرت سے اس صورت کو سماعت اور بصارت عطا کی سو کیا ہی برکت والی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات جو کہ سب سے اچھا پیدا کرنے والی ہے۔“

سنن ترمذی میں آیا ہے کہ حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم یہ دعا بھی مانگتے تھے:

[۱] المستدرك للحاكم، كتاب الصلاة، باب التأمين، رقم الحديث:۸۰۲، ج:۱، ص:۳٤۲.

اَللّٰھُمَّ اکْتُبْ لِیْ بِھَا عِنْدَكَ اَجراً وَاجعَلْھَا لِیْ عِنْدَكَ ذُخراً وَضَعْ عَنِّی بِھَا وِزْراً وَتَقَبَّلْھَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاؤدَ عَلَیْهِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا الصَّلاَۃُ وَالسَّلاَمَ.[1]

ترجمہ: ''اے اللہ مجھے اس سجدے کی وجہ سے جو ثواب ملے گا، اپنے ہاں سے ضرور عنایت فرما دیجیے اور اس سجدے کی وجہ سے مجھ سے گناہوں کا بوجھ دور کر دیجیے، اور اس سجدے کو آپ قبول فرما کر، اسے میرے لیے اپنے پاس اجر کا ذخیرہ بنا دیجیے اور میرے اس سجدے کو اپنے ہاں ایسے ہی قبول فرمالیجیے جیسے کہ آپ نے اپنے بندے حضرت داؤد علیہ وعلیٰ نبینا الصلاۃ والسلام کے سجدے کو قبول فرمالیا تھا۔''

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما یہ دعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِیْ، وَبِكَ اٰمَنَ فُؤَادِیْ اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْمًا یَنْفَعُنِیْ وَعَمَلاً یَرْفَعُنِیْ.

ترجمہ: ''اے اللہ آپ ہی کو سجدہ کیا میرے جسم نے اور میرا دل آپ ہی پر ایمان لایا اے اللہ مجھے وہ علم عطا فرما جو مجھے نفع بخشے اور وہ عمل عطا فرما جو میرے مقام میں بلندی کا سبب بنے۔''

اور حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ سجدۂ تلاوت میں یہ دعا مانگا کرتے تھے۔

سُبْحٰنَ رَبِّنَا اِنْ کَانَ وَعْدُ رَبِنَا لَمَفْعُوْلاً.

ترجمہ: ''ہمارا پروردگار پاک ہے اور بلاشبہ اس کا وعدہ (دوسری زندگی کا) پورا ہونے والا ہے۔''

---

[1] سنن الترمذي، كتاب الدعوات، باب ما يقول في سجود القرآن، رقم الحديث: ٣٤٢٤.

(۳۶)امام صاحب کوسجدۂ تلاوت میں یہ دعائیں اُس وقت مانگنی چاہییں جب اس کے مقتدی فرض نماز یا نماز تراویح میں اتنے طویل سجدۂ تلاوت پر بُرا نہ مانیں،اور اگر وہ بُرا مانیں تو انہی دعاؤں کا پڑھنا،امام صاحب کے لیے درست نہیں ہوگا۔

(۳۷)انسان جب،اپنی کسی بھی نماز میں،خواہ وہ فرض ہو یا نفل،سجدۂ تلاوت ادا کرے تو تین مرتبہ تسبیحات پڑھنے کے بعد اِن تمام دعاؤں کا مانگنا مستحب ہے۔

(۳۸)اگر کوئی شخص نماز کے علاوہ تلاوت کر رہا ہو اور سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے اور پھر اُس سجدہ تلاوت کو ادا کرے تو پھر تین مرتبہ تسبیحات اور ان دعاؤں کے بعد ہر وہ دعا جو کتاب وسنت میں آئی ہے،(عربی زبان میں) مانگ سکتا ہے۔

(۳۹)ان تمام تسبیحات اور دعاؤں کا مجموعہ یہ بنے گا۔

سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی، سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی، سُبۡحٰنَ رَبِّیَ الۡاَعۡلٰی . سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ، سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ، سُبۡحٰنَ اللّٰهِ وَبِحَمۡدِهٖ. سُبۡحٰنَ رَبِّنَا اِنۡ كَانَ وَعۡدُ رَبِّنَا لَمَفۡعُوۡلاً.[1] سَجَدَ وَجۡهِیُ لِلَّذِیۡ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمۡعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوۡلِهٖ وَقُوَّتِهٖ فَتَبَارَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِيۡنَ.[2] سَجَدَ وَجۡهِیُ لِمَنۡ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمۡعَهٗ وَبَصَرَهٗ بِحَوۡلِهٖ وَقُوَّتِهٖ.[3] سَجَدَ وَجۡهِیُ لِمَنۡ خَلَقَهٗ وَشَقَّ سَمۡعَهٗ وَبَصَرَهٗ.[4] اَللّٰهُمَّ اكۡتُبۡ لِیۡ بِهَا عِنۡدَكَ اَجۡراً وَاجۡعَلۡهَا لِیۡ عِنۡدَكَ

---

[1] ويقول فيما يقول في سجود الصلوة هو الأصح لأنه المعهود في جنسها.(غنية المتملي فى شرح منية المصلي المشتهر بشرح الكبير، ص:۵۵۱، تتمات فيما يكره من القرآن).

[2] المستدرك للحاكم، كتاب الصلاة، باب التأمين، رقم الحديث:۸۰۲، ج:۱، ص:۳٤۲.

[3] المصنف لابن ابی شیبة ، كتاب الصلاة ، باب فی سجود القرآن وما يقرأ فيه ، رقم الحديث:٤٤۰۷،ج:۳، ص:٤۲۰.

[4] رقم الحديث:٤٤۰۹، ص:٤۲۱.

ذُخراً وَضَعُ عَنّی بِهَا وِزْراً وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ عَلَیْهِ وَعَلٰی نَبِیِّنَا الصَّلَاةُ وَالسَّلَامَ[1] .اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِیْ بِهَا . اَللّٰهُمَّ حُطَّ عَنِّیْ بِهَا وِزْراً وَاحْدُثْ لِیْ بِهَا شُکْراً وَتَقَبَّلْهَا مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ عَبْدِكَ دَاوٗدَ سَجْدَتَهٗ[2]. سَجَدَ وَجْهِیْ مُتَعَفِّراً فِیْ التُّرَابِ لِخَالِقِیْ وَحُقَّ لَهٗ[3]. لَبَّیْكَ وَسَعْدَیْكَ وَالْخَیْرُ فِیْ یَدَیْكَ[4]. اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدَ سَوَادِیْ ، وَبِكَ اٰمَنَ فُؤَادِیْ اللّٰهُمَّ ارْزُقْنِیْ عِلْماً یَنْفَعُنِیْ وَعَمَلاً یَرْفَعُنِیْ.[5]

(۴۰) آیت سجدہ، لاؤڈ سپیکر سے سننے والوں پر بھی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۴۱) اگر ریڈیو یا ٹیلی وژن پر قاری کی آواز براہ راست سنائی جارہی ہے اوراس نے آیت سجدہ تلاوت کی تو سننے والوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(۴۲) آیت سجدہ لاؤڈ سپیکر پر پڑھی گئی لیکن سننے والوں کو آیت سجدہ کا علم ہی نہیں ہوا تو پھر ان پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔

(۴۳) ٹیپ ریکارڈر اور کیسٹ سے آیت سجدہ سُننے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں۔

(۴۴) آیت سجدہ کو لکھنے یا کمپیوٹر میں ٹائپ کرنے سے سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(۴۵) رمضان المبارک میں حفاظ کرام قرآن کریم کا دور کرتے ہیں اوراس دوران آیت سجدہ بار بار ایک دوسرے سے سنتے اورسناتے ہیں۔تو جب تک ان کی مجلس یا نشست یا بیٹھک ایک رہے گی، ان پر

[1] سنن الترمذی ، کتاب الدعوات، باب ما یقول فی سجود القرآن، رقم الحدیث:٣٤٢٤.

[2] مسند ابی یعلی، مسند ابی سعید الخدری ، ج:٢، ص:٣٣٠، رقم الحدیث:١٠٦٩.

[3] المصنف لابن ابی شیبة ، کتاب الصلاة ، باب في سجود القرآن وما یقرأ فیه ، رقم الحدیث:٤٤٠٩، ج:٣، ص:٤٢٢.

[4] ایضاً، رقم الحدیث:٤٤١٠.

[5] ایضاً، رقم الحدیث:٤٤٠٦، ص: ٤٢٠.

سجدۂ تلاوت بھی ایک ہی واجب ہوگا۔

(۴۶)قرّ اءحضرات بچوں کو حفظ کراتے ہیں تو بار بار آیات سجدہ پڑھنے سے اگر مجلس ایک ہو تو سجدۂ تلاوت بھی ایک ہی مرتبہ کرنا واجب ہے۔

(۴۷)ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے اور کسی دوسرے شخص نے آیت سجدہ پڑھی جو کہ اس نمازی نے سن لی تو اب یہ نمازی اپنی نماز مکمل کر کے ،سجدہ تلاوت کرے گا۔

(۴۸)کسی شخص نے نماز پڑھتے ہوئے آیت سجدہ بلند آواز سے پڑھی اور کسی ایسے شخص نے سنی جو کہ نماز میں شامل نہیں تھا تو اس پر بھی سجدۂ تلاوت کرنا واجب ہو جائے گا۔اُسے چاہیے کہ اس سجدۂ تلاوت کو ادا کرے۔

(۴۹)کسی آدمی پر غسل فرض تھا اور اس نے ناپاکی کی اس حالت میں آیت سجدہ پڑھی یا سنی تو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہو گیا چاہیے کہ پاک ہونے کے بعد سجدہ تلاوت ادا کرے۔

(۵۰)(۱)حائضہ (۲)نفاس والی عورت (۳)وہ مرد جس پر غسل فرض تھا (جنبی)(۴) سمجھ دار بچہ،ان چاروں نے اگر آیت سجدہ تلاوت کر دی تو جس مرد و عورت نے ،اِن چاروں میں سے کسی سے بھی ،آیت سجدہ سنی تو اس سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

(۵۱)آیت سجدۂ کا لفظ بلفظ ترجمہ کرنے سے ،ترجمہ کرنے والے اور سُننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔

(۵۲)نماز میں ،کوئی شخص بھی ،خواہ امام ہو یا اپنی تنہا نماز پڑھے ،جب نماز میں آیت سجدہ پڑھے تو فوراً سجدہ کرے۔اس آیت سجدہ کے بعد زیادہ سے زیادہ دو آیات مزید پڑھی جاسکتی ہیں دو سے زیادہ آیات کا پڑھنا جائز نہیں۔

(۵۳)آیت سجدہ اگر کسی سورت کے آخر میں اس طرح سے آتی ہے کہ اس آیت سجدہ کے بعد دو مزید آیتیں پڑھ لی جائیں تو سورت بھی مکمل ہو جاتی ہے جیسے کہ پ:۱۵،سورۂ بنی اسرائیل میں آیت

سجدہ:۱۰۹ ہے اور سورت آیت:۱۱۱ پر مکمل ہو جاتی ہے۔ یا پھر سورت کے آخر پر آیت سجدہ کے بعد مزید چار آیات پڑھ لی جائیں تو سورت مکمل ہو جاتی ہے جیسے کہ پارہ:۳۰ میں سورۂ انشقاق میں آیت سجدہ:۲۱ ہے اور مزید چار آیات پڑھ لی جائیں تو آیت:۲۵ پر رکوع میں سجدے کی نیت کر کے رکوع کر لیا جائے تو بھی نماز درست ہے اور اگر کوئی امام یا شخص نماز میں ان آیات سجود پر سجدۂ تلاوت کرے اور پھر نماز کی اُسی رکعت میں دوبارہ قیام میں آ کر، اُسی سورت کی بقیہ آیات پڑھ کر، سورت مکمل کر کے، رکوع کرے، تو یہ بات زیادہ اچھی ہے، نماز دونوں صورتوں میں ہو جاتی ہے۔

(۵۴) اگر کسی شخص، نے نماز میں آیت سجدۂ تلاوت کر کے فوراً سجدہ ادا نہ کیا اور آیت سجدہ کے بعد مزید تین آیات پڑھ لیں تو اگر غلطی سے ایسے ہو گیا تو نماز کے آخر پر سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے اور اگر جان بوجھ کر ایسا کیا تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ نماز دوبارہ پڑھنی پڑے گی۔

(۵۵) اگر کسی کو اس مسئلے (مسئلہ:۵۴) کا علم نہ ہو تو بھی نماز نہیں ہوگی۔ قضاء کرنی پڑے گی، کیونکہ مسئلے کا علم نہ ہونا کوئی دلیل نہیں۔ لوگوں کو چاہیے کہ ضروری مسائل کا علم حاصل کریں۔

(۵۶) امام اور ایک عام شخص جب کہ وہ اپنی نماز پڑھ رہا ہو، اس مسئلے (مسئلہ:۵۴) میں سب برابر ہیں۔

(۵۷) حائضہ یا نفاس والی عورت نے آیت سجدہ تلاوت کی یا سنی تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوا۔

(۵۸) پاگل آدمی خود آیت سجدہ پڑھے اور کوئی بھی اس آیت تلاوت کو سن لے تو کسی پر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا نہ سننے والے پر اور نہ پاگل پر۔

(۵۹) چھوٹا بچہ، جو ابھی سمجھ دار نہ ہو، وہ آیت سجدہ پڑھے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا اور اسی طرح سننے والے پر بھی سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔

(۶۰) جس آیت کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے، اگر اس آیت کا ایک لفظ بھی پڑھنے سے

باقی رہ جائے تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہوتا۔

(٦١) اگر آیت سجدہ والی آیت کے بعد والی آیت کا تعلق بھی اس سجدے والی آیت سے ہو اور پھر ان دونوں آیات کی پوری تلاوت کے بعد ہی سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

(٦٢) دونوں آیات کا تعلق سجدہ تلاوت سے تھا، اگر کسی نے صرف ایک آیت پڑھ لی اور پہلی آیت پر سجدہ ادا کر دیا تو یہ سجدۂ تلاوت نہ ہوگا۔

(٦٣) امام کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ ظہر یا عصر کی نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کر کے ایسے سجدہ کرے کہ مقتدیوں کی نماز میں خلل واقع ہو جائے مثلاً وہ جب ظہر یا عصر کی نماز (سرّی نمازوں) میں سجدۂ تلاوت کرے گا تو وہ تکبیر کہہ کر سجدہ میں جائے گا اور لوگ اسے رکوع کی تکبیر سمجھ کر رکوع میں چلے جائیں گے۔ اب یہ امام دوبارہ تکبیر کہہ کر قیام کی طرف لوٹے گا تو مقتدی کیا کریں گے؟ اس لیے لوگوں کو پریشانی سے بچانے کے لیے حنفی فقہاء نے سرّی نمازوں (ظہر اور عصر) میں آیت سجدہ کی تلاوت کرنے سے منع کیا ہے۔

(٦٤) اگر امام فرض نماز یا نماز تراویح میں سجدۂ تلاوت کر رہا ہے تو پھر تسبیح (سبحن ربی الاعلیٰ) سجدۂ تلاوت میں تین مرتبہ پڑھنا مناسب ہے تاکہ مقتدیوں پر گراں نہ گذرے اور اگر امام صرف ایک یا دو مرتبہ بھی یہ تسبیح پڑھ لے تو بھی سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

(٦٥) امام صاحب نے نماز میں آیت سجدۂ تلاوت کرنے کے بعد فوراً رکوع کیا اور رکوع ہی میں سجدے کی نیت کر لی تو امام کے اس رکوع ہی میں امام اور مقتدیوں سب کی طرف سے سجدہ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

(٦٦) امام صاحب نے نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی۔ پھر بغیر سجدۂ تلاوت ادا کیے فوراً رکوع میں چلا گیا اور رکوع میں جاتے وقت بھی سجدۂ تلاوت کی نیت نہیں کی بلکہ اس کے بعد جب نماز کا سجدہ آیا تو اس سجدے میں سجدۂ تلاوت کی نیت کر لی تو اب امام اور مقتدیوں سبھی کا سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا۔

(٦٧) امام صاحب نے آیت سجدہ کی تلاوت کی اور سجدۂ تلاوت فوراً ادا نہ کیا اور مقتدی نے امام کے پیچھے اس رکعت کے رکوع میں سجدۂ تلاوت کی نیت کرلی تو مقتدی کا سجدۂ تلاوت اس رکوع میں ادا ہوجائے گا۔

(٦٨) امام صاحب نے نماز پڑھاتے ہوئے آیت سجدہ پڑھ کر سجدۂ تلاوت کیا۔ پھر جب کھڑے ہوئے تو یہ آیت سجدہ دوبارہ پڑھ دی تو اب دوبارہ سجدۂ تلاوت نہ کریں وہ پہلی بار کا کیا ہوا، سجدۂ تلاوت ہی کافی ہے۔

(٦٩) کوئی شخص نماز میں وہ سورت تلاوت کرے جس میں آیت سجدہ آتی ہے اور جب آیت سجدہ آئے تو اُسے چھوڑ کر اس سے اگلی آیت پڑھنے لگے تاکہ اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہو یا کوئی شخص نماز کے علاوہ تلاوت کررہا ہو تو جب آیت سجدہ آئے تو اسے چھوڑ کر اس سے اگلی آیت پڑھنے لگے تاکہ اس پر سجدہ تلاوت واجب نہ ہو تو ایسے کرنا مکروہ ہے کیونکہ کسی مومن سے یہ تصور نہیں کیا جاسکتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت اور سجدہ کرنے سے اپنی جان چھڑائے۔

(٧٠) امام صاحب نے نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی اور کسی شخص نے وہ تلاوت سُن لی تو اُس پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگیا، یہ سُننے والا، جس رکعت میں یہ تلاوت کی گئی اس رکعت میں تو شامل نہ ہو سکا لیکن اس رکعت سے اگلی رکعتوں میں یعنی نماز میں شامل ہوگیا تو اب اسے چاہیے کہ نماز مکمل کرکے، سلام پھیرنے کے بعد، اب اِس سجدۂ تلاوت کو ادا کرے۔

(٧١) امام صاحب نے نماز میں آیت سجدہ کی تلاوت کی۔ ایک ایسے شخص نے اس آیت سجدہ کو سنا جو کہ امام صاحب کے ساتھ نماز کی اس رکعت میں شامل نہیں تھا اور بعد میں آکر اسی رکعت میں شامل ہوگیا تو اسکا سجدۂ تلاوت بھی ادا ہوگیا۔

(٧٢) اگر کوئی شخص تمام سورتوں میں سے صرف آیات سجدہ ہی کی تلاوت کرے تو یہ مکروہ اور ناپسندیدہ نہیں ہے۔

ایک اہم بات

(۷۳) زندگی میں کئی مرتبہ تکالیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور انسان یہ چاہتا ہے کہ اس کی دعا جلد قبول ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وہ پاک صاف ہو کر، وضو کر کے بیٹھے اور قرآن کریم کی وہ ۱۴ آیات جن کے پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوتا ہے۔ان تمام آیات کی اس ایک ہی مجلس یا نشست یا بیٹھک میں تلاوت کرے اور پھر ۱۴ مرتبہ اللہ تعالیٰ کو سجدہ کرے اور یا پھر دوسرا طریقہ یہ ہے کہ ایک ایک آیت سجدہ پڑھتا جائے اور ایک ایک سجدہ کرتا جائے۔اس طرح بھی اس کے سجدے چودہ ہی رہیں گے۔ پھر ان چودہ سجدوں کے بعد بیٹھ کر اطمینان سے دعا مانگے امید ہے اللہ تعالیٰ اس کا مقصد پورا فرما دے گا اس کی مشکلات حل ہو جائیں گی اور ہر وہ مصیبت جس کی وجہ سے پریشان ہے، حل ہو جائے گی۔ہم یہاں پر یہ چودہ آیات مع ترجمہ اکٹھی ہی لکھ رہے ہیں تا کہ کسی نے یہ عمل کرنا ہو تو اسے قرآن کریم میں ان آیات کو ڈھونڈنے کی زحمت کا بھی سامنا نہ کرنا پڑے۔

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

☆......☆......☆

چودہ آیات سجدہ مع ترجمہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

1

اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ

بیشک جو تمہارے رب کے پاس ہیں وہ اس کی بندگی کے مقابلے میں غرور کی روش نہیں

وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ۩ ﴿٢٠٦﴾ ع السجدة

اختیار کرتے وہ تو اس کی تسبیح کرتے ہیں اور اسی کو سجدہ کرتے ہیں۔ ﴿٢٠٦﴾

2

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا

آسمانوں اور زمین میں جو کوئی بھی ہیں برضا یا بہ مجبوری اللہ کو سجدہ کر رہے ہیں‘

وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ ﴿١٥﴾ السجدة

اور ان کے سائے میں صبح وشام۔ ﴿١٥﴾

3

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ مِنْ دَآبَّةٍ وَّالْمَلٰٓئِكَةُ

اور جاندار مخلوقات جو آسمانوں میں اور جو زمین میں ہیں سب اللہ ہی کو سجدہ کرتی ہیں اور فرشتے بھی۔

وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ يَخَافُوْنَ رَبَّهُمْ مِّنْ فَوْقِهِمْ وَيَفْعَلُوْنَ

اور تکبر وہ بالکل نہیں کرتے، ﴿۴۹﴾ اپنے رب کا جوان کے اوپر ہے خوف رکھتے ہیں اور وہی کرتے

مَا يُؤْمَرُوْنَ ﴿۵۰﴾ السجدة

ہیں جو انہیں حکم ہوتا ہے۔ ﴿۵۰﴾



4

قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ۭ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ

کہدو ''تم اسے مانو' یا نہ مانو' جن کو اس کے پہلے سے علم حاصل ہے انہیں تو

اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ

جب یہ پڑھ کر سنایا جاتا ہے' تو وہ ٹھوڑیوں کے بل سجدے میں گر پڑتے ہیں' ﴿۱۰۷﴾ اور کہتے

سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ

ہیں کہ ''عظیم و برتر ہے ہمارا رب! ہمارے رب کا وعدہ تو پورا ہو کر ہی رہتا ہے۔'' ﴿۱۰۸﴾ اور وہ روتے ہوئے

لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ خُشُوْعًا ﴿١٠٩﴾ السجدة

ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں؛ اور یہ (قرآن) ان کے عجز و نیاز کو اور بڑھا دیتا ہے ﴿١٠٩﴾

5

أُولَٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ مِنْ ذُرِّيَّةِ

یہ وہ پیغمبر ہیں جن پر اللہ نے نوازش کی، آدم کی اولاد میں سے اور ان کی نسل سے جن کو ہم نے

اٰدَمَ ۗ وَمِمَّنْ حَمَلْنَا مَعَ نُوْحٍ ۡ وَّمِنْ ذُرِّيَّةِ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْرَآءِيْلَ ۡ

نوحؑ کے ساتھ سوار کیا، اور ابراہیمؑ اور اسرائیلؑ کی اولاد میں سے، اور ان میں سے جن کو ہم

وَمِمَّنْ هَدَيْنَا وَاجْتَبَيْنَا ۭ اِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيٰتُ الرَّحْمٰنِ

نے ہدایت بخشی، برگزیدہ کیا۔ جب انہیں رحمان کی آیتیں سنائی جاتیں، تو وہ سجدہ کرتے

خَرُّوْا سُجَّدًا وَّبُكِيًّا ﴿٥٨﴾ السجدة

اور روتے ہوئے گر پڑتے تھے۔ ﴿٥٨﴾

6

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَسْجُدُ لَهٗ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَمَنْ فِى الْاَرْضِ

کیا تم نے دیکھا نہیں کہ اللہ ہی کو سجدہ کرتے ہیں وہ سب جو آسمانوں میں ہیں اور جو

وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ وَالنُّجُوْمُ وَالْجِبَالُ وَالشَّجَرُ وَالدَّوَآبُّ

زمین میں ہیں اور سورج اور چاند‘ اور تارے اور پہاڑ‘ اور درخت‘ اور جانور اور بہت

وَكَثِيْرٌ مِّنَ النَّاسِ ؕ وَكَثِيْرٌ حَقَّ عَلَيْهِ الْعَذَابُ ؕ وَمَنْ يُّهِنِ

سے انسان؟ اور بہت سے ایسے ہیں جن پر عذاب لازم ہو چکا ہے؛ اور جسے اللہ ذلیل

اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنْ مُّكْرِمٍ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ ؕ السجدة ﴿۱۸﴾

کرے‘ اسے عزت عطا کرنے والا کوئی نہیں۔ بیشک اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ ﴿۱۸﴾

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا ارْكَعُوْا وَاسْجُدُوْا وَاعْبُدُوْا

اے لوگو جو ایمان لائے ہو‘ رکوع اور سجدہ کرو اور اپنے رب کی

رَبَّكُمْ وَافْعَلُوا الْخَيْرَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۚ السجدة ﴿۷۷﴾

بندگی کرو‘ اور بھلائی کرو؛ تاکہ تمہیں فلاح نصیب ہو ﴿۷۷﴾

7

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اسْجُدُوْا لِلرَّحْمٰنِ قَالُوْا وَمَا الرَّحْمٰنُ ۗ

ان لوگوں سے جب کہا جاتا ہے کہ ”رحمان کو سجدہ کرو“ تو وہ کہتے ہیں، ”اور رحمان کیا ہوتا ہے؟ کیا جسے تو ہم سے

اَنَسْجُدُ لِمَا تَاْمُرُنَا وَزَادَهُمْ نُفُوْرًا ﴿٦٠﴾ السجدة

کہہ دے اسی کو ہم سجدہ کرنے لگیں؟'' اور یہ چیز ان کی نفرت کو اور بڑھا دیتی ہے۔ ﴿٦٠﴾

8

اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِیْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

کہ اللہ کو سجدہ نہ کریں، جو آسمانوں اور زمین کی پوشیدہ چیزیں نکالتا ہے؛ اور جانتا ہے

وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿٢٥﴾ اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ

جو کچھ بھی تم چھپاتے ہو اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو۔ ﴿٢٥﴾ اللہ اُس کے سوا کوئی معبود نہیں ،

الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ﴿٢٦﴾ السجدة

وہ عرشِ عظیم کا رب ہے۔'' ﴿٢٦﴾

9

اِنَّمَا يُؤْمِنُ بِاٰيٰتِنَا الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِهَا خَرُّوْا سُجَّدًا

ہماری آیات پر تو بس وہی لوگ ایمان لاتے ہیں جنہیں ان کے ذریعہ سے جب یاددہانی کرائی جاتی ہے تو وہ سجدے

وَّسَبَّحُوْا بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ ﴿١٥﴾ السجدة

میں گر پڑتے ہیں اور اپنے رب کی حمد و تسبیح کرتے ہیں اور تکبر نہیں کرتے۔ ﴿١٥﴾

10

قَالَ لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا

اس نے کہا، ”اس نے اپنی دنبیوں کے ساتھ تیری دنبی ملا لینے کا مطالبہ کر کے یقیناً تجھ پر ظلم کیا ہے؛ اور یقیناً بہت

مِّنَ الْخُلَطَآءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

سے شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی ہی کرتے ہیں؛ بجز ان لوگوں کے جو ایمان لائے اور انہوں نے نیک اعمال

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ؕ وَ ظَنَّ دَاوٗدُ اَنَّمَا فَتَنّٰهُ

اختیار کیے۔ لیکن ایسے لوگ تھوڑے ہی ہیں!“ اب داؤد سمجھ گیا کہ یہ تو ہم نے اُسے آزمائش میں ڈالا ہے؛ چنانچہ

فَاسْتَغْفَرَ رَبَّهٗ وَخَرَّ رَاكِعًا وَّ اَنَابَ ۩ ﴿٢٤﴾ فَغَفَرْنَا لَهٗ ذٰلِكَ ؕ

وہ اپنے رب سے بخشش کا طلب گار ہوا اور جھک کر گر پڑا اور رجوع ہوا ﴿٢٤﴾ تو ہم نے اس کا قصور بخش دیا اور

وَ اِنَّ لَهٗ عِنْدَنَا لَزُلْفٰى وَحُسْنَ مَاٰبٍ ﴿٢٥﴾

یقیناً اس کے لیے ہمارے یہاں قرب اور اچھی منزلت ہے ﴿٢٥﴾

11

فَاِنِ اسْتَكْبَرُوْا فَالَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ يُسَبِّحُوْنَ لَهٗ بِالَّيْلِ

لیکن اگر وہ تکبر کریں (اور اللہ کو یاد نہ کریں) تو جو فرشتے تمہارے رب کے پاس ہیں وہ تو اس کی

وَالنَّهَارِ وَهُمْ لَا يَسْـَٔمُوْنَ ﴿٣٨﴾ السجدة

تسبیح رات اور دن کرتے ہی رہتے ہیں، اور وہ اُکتاتے نہیں۔ ﴿٣٨﴾

12

فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَاعْبُدُوْا ﴿٦٢﴾ ع السجدة

پس اللہ کو سجدہ کرو اور بندگی بجالاؤ! ﴿٦٢﴾

13

فَمَا لَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿٢٠﴾ لا وَاِذَا قُرِئَ عَلَيْهِمُ الْقُرْاٰنُ

یقیناً تمہیں طبق پر طبق چڑھنا ہے۔ ﴿١٩﴾ پھر انہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایمان نہیں لاتے، ﴿٢٠﴾ اور جب

لَا يَسْجُدُوْنَ ﴿٢١﴾ ط السجدة

انہیں قرآن پڑھ کر سنایا جاتا ہے تو سجدے میں نہیں گر پڑتے! ﴿٢١﴾

14

كَلَّا ؕ لَا تُطِعْهُ وَاسْجُدْ وَاقْتَرِبْ ﴿١٩﴾ ع السجدة

ہرگز نہیں؛ اس کی بات نہ مانو، اور سجدے کرتے، اور قریب ہوتے رہو۔ ﴿١٩﴾

قرأت اور رسم الخط

حضرت رسالت مآب ﷺ پر جب وحی نازل ہوتی تھی تو آپ کے گرد حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت حاضر خدمت رہتی تھی جو کہ نزول کے بعد اس وحی کی کتابت کرتی تھی۔ حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت ابی بن کعب، سعید بن العاص، حضرت زبیر، حضرت خالد ابن سعید، حضرت عمرو بن العاص، حضرت حنظلہ بن ربیع اور حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہم وغیرہ کو بھی کتابت وحی کا برابر موقع ملتا رہا اور اِن تمام کاتبین میں صرف حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ ہی کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ انہوں نے تقریباً دس برس تک قرآن کریم اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی نجی خط و کتابت بھی کی ہے۔

کتابت وحی کی صورت یہ تھی کہ اسے سفید پتھروں کی تراشی ہوئی سلوں، لکڑی کی تختیوں، سفید چمڑے اور کھالوں پر لکھ لیا جاتا تھا یہاں تک کہ حضرت رسالت مآب ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں پورا قرآن کریم قیدِ کتابت میں آ گیا اور وہی وحی بلا کم و کاست، بغیر کسی ادنیٰ تغیر کے اب تک محفوظ چلی آتی ہے۔

حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ اول سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے شدید اصرار پر قرآن کریم کا وہ تمام حصے جو دورِ نبوی میں لکھے گئے تھے اور مختلف لوگوں کے پاس محفوظ تھے، انہیں ایک جگہ جمع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ اہم ذمہ داری حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو سونپی گئی اور انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت کے ہمراہ اس عظیم الشان کام کو پایہ تکمیل تک پہنچایا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے پورا قرآن کریم مختلف لوگوں کو انہی تحریرات سے املا کرایا جن سے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے لکھا تھا۔

تقریباً ایک برس میں یہ کار خیر پایہ تکمیل تک پہنچا اور اس نسخے کا نام ''صُحُفِ بَکْرِیَة'' رکھا گیا۔
حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے انتقال کے بعد یہ ''صُحُفِ بَکْرِیَة'' حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس محفوظ رہے۔ پھر ان کی شہادت کے بعد یہ ''صحف'' ام المومنین سیدہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کے ہاں منتقل ہو گئے اور انہوں نے اس نسخے کو ہزار جان سے محفوظ رکھا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو اسلام دور دور تک پھیل چکا تھا اور لاکھوں افراد مدینہ طیبہ سے ہزار ہا میل کے فاصلے پر قرآن کریم پڑھتے تھے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے امیر المومنین سیدنا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے اصرار کیا کہ قرآن کریم کا ایک مستند سرکاری نسخہ بھی ہونا چاہیے جسے پورے عالم اسلام میں پھیلایا جائے اور اسی نسخے سے لوگوں کی تعلیم کا بندوبست کیا جائے حضرت امیر المومنین رضی اللہ عنہ نے بارہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی، جن میں حضرت ابی بن کعب، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر، حضرت سعید بن العاص اور حضرت عبدالرحمٰن بن حارث رضی اللہ عنہم جیسے صاحب علم اور منجھے ہوئے لوگ شامل تھے ان کا امیر حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا اور حکم دیا کہ قرآن کریم کے کئی ایک نسخے اُس ''صُحُفِ بَکْرِیَة'' کے مطابق تحریر کیے جائیں جو کہ خلیفہ اوّل سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں تحریر کیا گیا تھا چنانچہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما سے وہ صحف منگوائے گئے اور اس جماعت کی نگرانی میں سرکاری نسخوں کی کتابت ''صُحُفِ بَکْرِیَة'' کے مطابق شروع ہوئی۔

امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ان سرکاری نسخوں کی کتابت کا بہت اہتمام کیا خود بھی نگرانی فرماتے رہے اور یہ حکم دیتے رہے کہ قرآن کریم کی کتابت میں کہیں بھی اختلاف ہو جائے تو اس مقام کو لغتِ قریش کے مطابق لکھا جائے۔ پھر یہ بھی ہوا کہ لکھنے والے یہ حضرات جب قرآن کریم کے دوسرے پارے میں لفظ'' التابوت'' پر پہنچے تو وہاں پر''التابوت '' کی آخری ''ت '' مٹ گئی تھی اور اس کی وجہ یہ ہوئی کہ وہ نسخے جو محفوظ تھے اس کثرت سے پڑھے گئے تھے کہ وہاں ''التابوت '' کی

آخری ''ت'' مٹ گئی تھی اس لئے اب یہ اختلاف ہوا کہ ''ت'' کیسے لکھی جائے ''ت'' یا ''ۃ''؟ مسئلہ امیر المومنین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے یہ ''ت'' لکھنے کا حکم فرمایا۔

یہ مبارک کام مکمل ہونے پر ''صُحُفِ بَکْرِیَة'' کا نسخہ ام المومنین حضرت حفصہ بنت عمر رضی اللہ عنہما کو واپس بجھوا دیا گیا۔

حضرت سعید رضی اللہ عنہ، جو کہ اس کمیٹی میں شامل تھے انہوں نے اس کام کے اختتام پر اِملا کروائی اور حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آٹھ ایسے نسخے لکھے جن میں رسم الخط کا معمولی اختلاف تھا اور یہ اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس لئے رکھا کہ ان تمام قرأتوں کو پڑھا جا سکے جو حضرت رسالت مآب ﷺ پر نازل فرمائی گئی تھیں۔

ان آٹھ نسخوں میں سے ایک نسخہ امیر المومنین حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اپنے پاس محفوظ فرمالیا اور خلیفہ وقت کے اسی نسخے کو ''امام'' کہتے تھے۔ دوسرا نسخہ مسجد نبوی (علٰی منورھا الف الف التحیہ و الثنا) میں رکھوا دیا گیا۔ تیسرا نسخہ مکہ مکرمہ روانہ کیا گیا۔ چوتھا نسخہ کوفہ، پانچواں نسخہ بصرہ، چھٹا نسخہ شام، ساتواں نسخہ بحرین اور آٹھواں نسخہ یمن بجھوایا گیا تاکہ لوگ اپنے اپنے اُن مصاحف کو جو کہ ان کے پاس ہیں، اِن سرکاری نسخوں سے ملا کر قرآن کریم کی صحیح کتابت کو جانیں، تعلیم حاصل کریں اور جس قرأت کے مطابق بھی پڑھنا چاہیں، آزادی سے پڑھ سکیں اپنی رعایا کو تعلیم دینا، یہ بھی خلافت راشدہ کی ایک اہم ذمہ داری تھی اس لیے خلیفۂ وقت نے صرف اسی پر اکتفاء نہیں فرمایا کہ یہ نسخے بھیج دیئے بلکہ ہر نسخے کے ساتھ پڑھانے والے معلم بھی مقرر فرمائے کہ کتاب کی سمجھ استاد کے بغیر ناممکن ہے۔

مدینہ طیبہ میں حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو تعلیم کیلئے مقرر کیا گیا مکہ مکرمہ (زادھا اللّٰہ شرفا و تعظیما) میں حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ، کوفہ میں حضرت عبدالرحمٰن سلمی، بصرہ

میں حضرت عامر اور شام میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہم کے لیے یہ احکامات جاری کئے گئے کہ وہ لوگوں کو سرکاری طور پر قرآن کریم کی تعلیم دیں۔ دس ہزار سے زائد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی موجودگی میں یہ تمام مصاحف تحریر کئے گئے اور مختلف شہر میں بھجوائے گئے۔ حضرت رسالت مآب ﷺ نے بھی اپنے دور میں مستقل جماعت ایسی تیار فرمادی تھی جو "قــــــرّاء" کہلاتے تھے اور ان میں سے سات "قرّاء" صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم ایسے تھے جن کی قرأت کو ہر زمانے میں مسلمانوں نے پڑھا اور انہی کی قرأتیں آج تک چل رہی ہیں ۔ یہ سات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ ہیں۔(۱) حضرت عثمان (۲) حضرت علی (۳) حضرت ابی بن کعب (۴) حضرت زید بن ثابت (۵) حضرت عبداللہ بن مسعود (۶) حضرت ابوالدرداء (۷) حضرت ابوموسی الاشعری رضی اللہ عنہم اجمعین۔

حضرت رسالت مآب ﷺ سے لیکر آج ہمارے اس دور تک اُمت کے پاس دس قرأتیں ایسی ہیں جنہیں ہم بآسانی پڑھ سکتے ہیں اور یہ تواتر اور شہرت کے ساتھ حضرت رسالت مآب ﷺ سے ثابت ہیں۔ ان کا انکار کرنا جہالت کی دلیل ہے اور باوجود علم کے نہ ماننا کفر پر مبنی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے آخری دور اور تابعین رحمہم اللہ کے پورے دور میں پھر ایسی مقدس ہستیاں عالم رنگ و بو میں آئیں جنہوں نے اپنی زندگیاں اللہ تعالیٰ کے اس پاک کلام کیلئے وقف کر دیں اور "قــراء عشــرہ" کے نام سے مشہور ہوئے۔

(۱) امام نافع رحمۃ اللہ علیہ، آپ نے ستر سے زیادہ تابعین رحمۃ اللہ علیہم سے قرآن کریم کو پڑھا اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت ابو ہریرہ سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرأت حاصل کی۔ آپ کے دو راوی ہیں (الف) قالون (ب) ورش رحمۃ اللہ علیہ۔ امام نافع رحمۃ اللہ علیہ کی جو قرأت امام قالون رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اب تک افریقہ اور سوڈان میں پڑھی جاتی ہے اور جو ان کی قرأت امام ورش رحمۃ اللہ علیہ سے مروی ہے وہ اب تک اسپین، الجزائر، فرانس اور مراکش وغیرہ میں پڑھی جاتی ہے اور انہی کی قرأت کے مطابق قرآن کریم کے چھپے ہوئے نسخے ان

ممالک میں بآسانی دستیاب ہیں۔

(۲) حضرت عبداللہ بن کثیر دارمی رحمۃ اللہ علیہ جو مکہ مکرمہ میں قرأۃ کے امام تھے اور انہوں نے حضرت مجاہد سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرأت کی تعلیم حاصل کی ابن کثیر کے دو راوی ہیں (الف) بزی اور (ب) قنبل۔

(۳) حضرت ابو عمرو البصری رحمۃ اللہ علیہ آپ نے حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اور انہوں نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہم سے قرأت اخذ کی ان کے بھی دو راوی ہیں۔(الف) ابو عمرو دوری (ب) ابو شعیب سوسی۔ سنا ہے کہ حضرت ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت اب بھی سوڈان اور افریقہ کے بعض حصوں میں رائج ہے۔

(۴) حضرت عبداللہ یحصبی رحمۃ اللہ علیہ جو ابن عامر شامی کہلاتے ہیں انہوں نے حضرت مغیرہ بن شعبہ سے اور انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہم سے قرأت کی تعلیم حاصل کی، ان کے اپنے دو شاگرد بہت مشہور ہوئے۔(الف) ہشام (ب) ابن ذکوان۔

(۵) امام عاصم رحمۃ اللہ علیہ انہوں نے زر بن حبیش سے اور انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے قرأت پڑھی۔ ان کے دو راوی ہیں (الف) شعبہ بن عیاش (ب) حفص بن سلیمان رحمۃ اللہ علیہ، یہ وہی امام حفص ہیں جن کی قرأت آج تقریباً تمام دنیا میں پڑھی، لکھی اور سنی جا رہی ہے۔

(۶) حضرت حمزہ بن حبیب الکوفی۔ ان کا سلسلہ قرأت حضرت عثمان اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے جا ملتا ہے۔ ان کے دو راوی ہیں۔(الف) خلف (ب) خلّاد۔

(۷) حضرت ابوالحسن الکسائی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کے دو راوی ہیں (الف) ابوالحارث (ب) دوری۔ یہ وہی بزرگ ہیں جن کا نام امام ابو عمرو رحمۃ اللہ علیہ کے راویوں میں گزرا ہے۔

(۸) حضرت ابو جعفر یزید مدنی رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کی سند قرأت بھی حضرت ابو ہریرہ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے واسطے سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے جا ملتی ہے۔ ان کے بھی دو راوی

ہیں (الف) ابن وردان (ب) ابن جماذ۔

(۹) حضرت یعقوب بن اسحاق الحضر می رحمۃ اللہ علیہ آپ کی سند حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم سے جاملتی ہے۔ان کے دوراوی تھے (الف) رویس (ب) روح

(۱۰) آخری امام قرأت حضرت خلف بن ہشام رحمۃ اللہ علیہ ہیں ان کے بھی اگرچہ دوراوی ہیں مگران دونوں کی روایت چنداں مختلف نہیں اس لئے ان کے نام نہیں لکھے گئے اس اعتبار سے حضرت رسالت مآب ﷺ سے لیکر ہم تک قرآن کریم پڑھنے کی سات متواتر اور تین مشہور قرأتیں ہیں جن کے الفاظ اور طرز اداء الفاظ بھی متواتر و مشہور ہیں۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ ان تمام ائمہ قرأت سے ہزاروں افراد نے علم حاصل کیا ہوگا مگر ہر ایک کے ان دوراویوں کا زیادہ اعتبار ہے جن کے ناموں کی صراحت کی گئی ہے۔فرحمۃ اللہ علیہم اجمعین۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے جو قرآن کریم تحریر فرمائے تھے اس رسم الخط پر ان کا اجماع تھا اور اُمت ہر دور میں اس پر متفق رہی اور حضرت رسالت مآب ﷺ کی تائید بھی اس رسم الخط کو حاصل تھی اس لئے اسی رسم الخط کو باقی رکھنا ضروری ہے اور اس کی مخالفت جائز نہیں۔حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس بات کا خاص خیال رکھا اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک ہی لفظ کو قرآن کریم میں جب وہ کسی ایک مقام پر آیا تو اسے کسی اور طریقہ سے لکھا اور کسی دوسرے مقام پر آیا تو اسے کسی دوسرے طریقہ سے لکھا۔تو رسم الخط کی حفاظت کیلئے اُن کی یہ کاوش کچھ عبث نہ تھی۔بلکہ انہوں نے وہی رسم الخط تحریر فرمایا جس کے مطابق تمام قرأتوں میں تلاوت کی جاسکتی ہے مثلاً جب ہم سورۂ فاتحہ کی تلاوت کرتے اور اس میں پڑھتے ہیں ''مٰلک یوم الدین'' تو آیت کریمہ کے ''م'' کو کھڑی زبر کے ساتھ کیوں لکھتے ہیں؟ ''م'' کے بعد الف بڑھا کر ''مالک'' کیوں نہیں لکھتے؟ اس لئے کہ اس لفظ کو حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم سے دوطرح پڑھنا ثابت ہے آپ نے اِسے ''مالک'' بھی پڑھا اور ''مَلِکِ'' بھی پڑھا ہے۔اب

اگر ہم اسے ''**مـالک**'' لکھ کر یعنی ''م'' کے بعد ''**الف**'' کا اضافہ کر دیں تو متواتر قرأت جس میں اس لفظ کو ''**مَــــلِکِ**'' پڑھا گیا ہے پھر اُسے کیسے پڑھیں گے؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس لفظ کو ''**ملک**'' اسی لیے اس رسم الخط میں لکھوایا تھا تا کہ دونوں قرأتیں پڑھی جاسکیں۔

اس رسم الخط کی حفاظت کیوں ضروری اور واجب ہے؟ اس کی ایک دوسری مثال بھی ملاحظہ ہو۔

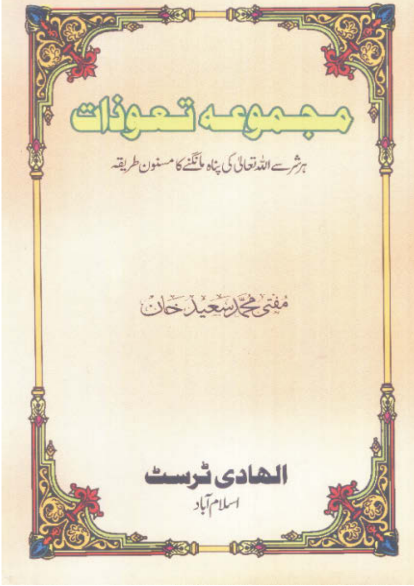
سورۂ انعام میں ایک لفظ آیا ہے ''**بِـالْغَدٰوةِ**'' اسے ہم ''واؤ'' کے بغیر پڑھتے ہیں اور جو تلفظ ہم کرتے ہیں وہ ہے ''**بِـالْغَدَاةِ**'' پھر کیا وجہ ہے کہ ہم ''غ'' کے بعد ''و'' پر کھڑی زبر ڈال دیتے ہیں یعنی یہ کہ پڑھنے میں تو ''و'' نہیں پڑھتے لیکن لکھنے میں ''و'' کے ساتھ لکھتے ہیں؟ اس سوال کا جواب یہ ہے کہ امام حفص رحمۃ اللہ کی روایت کے مطابق تو اسی طرح پڑھا گیا ہے، جیسا کہ ہم پڑھتے ہیں ''**بِـالْغَدَاةِ**'' مگر حضرت ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ کی قرأت میں اس لفظ کو ''**بِـالْغُدْوَةِ**'' پڑھا گیا ہے اور یہ بھی مسلسل و متواتر قرأت ہے اب اگر ہم اس لفظ کو بغیر ''واؤ'' کے تحریر کر دیں تو حضرت ابن عامر شامی رحمۃ اللہ علیہ کی یہ متواتر قرأت کیسے پڑھی جاسکے گی؟

اس لئے اس رسم الخط کی حفاظت اور اس کے مطابق پڑھنا، واجب ہے کیونکہ حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع اسی رسم الخط پر منعقد ہوا تھا۔

اس مضمون کے حوالہ جات کیلئے ملاحظہ ہو۔(۱) الاتقان (۲) کتاب النشر (۳) البرھان

والحمد للہ الذی بنعمتہ تتم الصالحات

☆......☆......☆

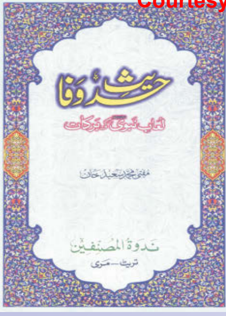


مَجْمُوعہ تَعَوُّذات

آفات ومصائب انسانی زندگی کے لوازمات میں سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور حضرت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں ان آفات ومصائب سے پناہ مانگنے کی تلقین کی ہے اور جسے اللہ تعالیٰ کی پناہ حاصل ہوجائے وہ ان تمام تکالیف سے مامون ہوجاتا ہے۔

کن الفاظ کے ذریعے پناہ مانگی جائے............؟

کتاب وسنت سے انہی الفاظ کو چن کر یہ مجموعہ مرتب کیا گیا ہے اور ایسی دعائیں جمع کی گئی ہیں جنہیں روزانہ صبح وشام یا پھر دن میں ایک مرتبہ یا پھر ہفتے میں ایک بار توجہ سے پڑھنا، تعلق مع اللہ کے احساس کو اجاگر کرتا ہے۔



حدیث وفا

ارباب ذوق کی خدمت میں ''حدیث وفا'' کے عنوان سے عشق ومحبت کا ایک گراں قدر ہدیہ پیش کیا جارہا ہے۔ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق کے رنگ میں ڈوب کر یہ سطور سپرد قرطاس کی گئی ہیں۔ مرد خدا کے لیے متاع کونین سے عزیز تر اور اس کا حاصل حیات وہ ناطہ ہے، جو اللہ تعالیٰ اور حضرت خاتم النبیّن صلی اللہ علیہ وسلم سے پیوست ہے۔

''حدیث وفا'' اسی ناطے کو سرسبز وشاداب رکھنے کا سامان اور اسی عہد وفا کی تذکیر ہے جو صبح ازل میں منعقد ہوا تھا اس کتاب کا محور یہی ہے اور تمام روایات اسی مرکز کے گرد مصروف بطواف ہیں۔

''حدیث وفا'' ان دیوانگان عشق کے تذکرے سے بھی معمور ہے جن کی عقل کی منزل اور عشق کا حاصل رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود مسعود تھا۔ وہ جس ذات کو دیکھ کر جیتے تھے اسی کے پیغام کو پھیلانے میں مر مٹے۔ ان پیکرانِ وفا کا ذکرِ خیر ان سے مربوط ہونے کی دلیل اور ان کے حالات اس خبر کے پیغام رساں کہ

عشق کی مستی سے پیکر گل تابناک
عشق ہے صہبائے خام عشق ہے کاس الکرام

محدثین عظام اور فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ نے جن احادیث اربعہ کو امہات میں شمار کیا ہے ''حدیث جبریل'' ان میں سے ایک ہے۔

حدیث جبریل میں کامل دین کو تین شعبوں میں منقسم کیا گیا ہے۔

(۱) ایمان (۲) اسلام (۳) احسان

''حدیث وفا'' کا قاری ذرا تعمق نظر سے جائزہ لے تو ان تینوں شعبوں کی روح جو عمل پر آمادہ اور مہمیز شوق لگاتی ہے، وہ ''عشق ومحبت'' ہے۔

عقل و دل و نگاہ کا مرشد اولیں ہے عشق
عشق نہ ہو تو شرع و دین بتکدۂ تصورات

''حدیث وفا'' اسی عشق کی باد بہاری کا نام ہے۔ ہر حکایت اور ہر روایت اس اصل حیات کو فروغ دیتی ہے۔ مصنف نے روشنائی کی بجائے مے عشق سے یہ ارمغان مرتب کیا ہے۔ کیا عجب کہ کسی دل کے نہاں خانے میں پھر سے یہ حدیث وفا حدیث عشق کی بھٹی سلگا دے۔

ادارہ المناد، شفیع پلازہ، بینک روڈ صدر، راولپنڈی۔
فون نمبر: 0092-51-5111725
موبائل: 0092-333-5134333